وہابی ازم

اور

آلِ سعود کی شرارتیں

علمائے حق کی نظر میں

آلِ سعود کی اسلام محبت ایک دھوکہ ہے وہ وہابیت کی سرپرستی کر کے دنیا میں فتنہ برپا کر رہے ہیں
اُمتِ مسلمہ کو اس فتنہ سے بچانا ضروری ہے اور دنیا کو "آلِ سعود کا اسلام" بتانا چاہیے۔



علامہ ابوالحسنین اویسی

تحریک تحفظِ آثار مقدسہ پاکستان

وہابی ازم

اور

آلِ سعود کی شرارتیں

علمائے حق کی نظر میں

آل سعود کی اسلام محبت ایک دھوکہ ہے وہ وہابیت کی سرپرستی کر کے دنیا میں فتنہ برپا کر رہے ہیں
اُمتِ مسلمہ کو اس فتنہ سے بچانا ضروری ہے اور دنیا کو "آلِ سعود کا اسلام" بتانا چاہیے۔

علامہ ابوالحسنین اویسی

تحریک تحفظِ آثارِ مقدسہ پاکستان

[redacted]

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

لا وَ رَبِّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ذکرِ روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

نجدی! اُس نے تجھ کو مہلت دی کہ اِس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

یا رب! اِک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش میں آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

ہے گلِ باغِ قدس رخسارِ زیبائے حضور!
سروِ گلزارِ قدم قامت رسول اللہ کی

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

کشفِ رازِ نجدیت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے تو اقرار وقوع
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

علم شیطاں کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزم میلاد ہو کانا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علم غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یاد خر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا بُرا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری

ان کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقت نماز
ماری جائے گی ترے منہ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی چال تو کیا آتی گئی اپنی بھی
اجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری

کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکاں مدد دے
یا علی سن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے استمداد
اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں
شرک کا چرک اُگلنے لگی ملت تیری

عبد وہاب کا بیٹا ہوا شیخ نجدی
اس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری

اُسی مشرک کی ہے تصنیف کتاب التوحید
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مہر صداقت تیری

ترجمہ اس کا ہوا تفویۃ الایماں نام
جس سے بے نور ہوئی چشم بصیرت تیری

واقفِ غیب کا ارشاد سناؤں جس نے
کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری

ہوا اسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر منڈے ہوں گے تو پاجامے گھٹنے ہوں گے
سر سے پا تک یہی پوری ہے شباہت تیری

ادّعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

ان کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری

لیکن اترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری

نکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر
آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری

اپنی حالت کو حدیثوں سے مطابق کر لے
آپ کھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری

چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے
کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری

مرے پیارے مرے اپنے مرے سنی بھائی
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری

تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سن انصاف بھی کر
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری

گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری

گالیاں دیں انہیں شیطان لعیں کے پیرو
جنکے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری

جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں
جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری

جو ترے واسطے تکلیفیں اٹھائیں کیا کیا
اپنے آرام سے پیاری جنھیں صورت تیری

جاگ کر راتیں عبادت میں جنھوں نے کاٹیں
کس لئے اس لئے کٹ جائے مصیبت تیری

حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری

ان کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری

تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ ان سے
جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری

ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
ان سے عشق ان کے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

(غزلیات تمام شد)

فہرست مضامین

خیر الناس من ینفع الناس

خیر الناس من ینفع الناس

مقدمہ

آج اُمت مسلمہ کے سامنے باطل طاقتوں کی جانب سے بے شمار چیلنج اور انگنت فتنے کھڑے ہیں، ان فتنوں کے دفاع اور چیلنجوں کے جوابات کے لئے علماء اسلام اور ائمہ دین متین اپنی اپنی فکری علمی اور عملی صلاحیتوں کے مطابق میدان عمل میں سرگرداں ہیں اور قوم کی صحیح رہنمائی فرما کر نیابت نبوی کا حتی الامکان حق ادا کر رہے ہیں۔

آج کل جن طاغوتی فتنوں نے کچھ زیادہ ہی ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ ان میں جماعت وہابیت وغیر مقلدیت سرفہرست ہے۔ اس جماعت کا ہر فرد اپنے آپ کو منصب اجتہاد پر فائز سمجھتا ہے اور اکابرین ملت کے خلاف زہرافشانی اور الزام تراشی کو اپنا واجبی حق تصور کرتا ہے بلکہ اسلام و مسلمین پر

طعن وتشنیع ہی اس جماعت کا محبوب مشغلہ ہے اور نت نئے فتنے کھڑا کرنا ہی ان کے نزدیک خدمت قرآن وحدیث ہے۔ عرب میں سعودی حکومت وہابیت کے سب سے بڑے معاون ہیں تمام سعودی حکمران اس فتنے کے سب سے بڑے سرپرست ہیں اور برصغیر میں بھی اس کو پھیلانے میں سعودی حکمرانوں کا کردار اہم ہے۔

تیرہویں صدی ہجری برصغیر ہند کے مسلمانوں کے لئے سیاسی اور مذہبی اعتبار سے ادبار وانحطاط اور افتراق وانتشار کی صدی رہی ہے، اس صدی میں ایک طرف مسلم مغل حکمرانوں کی ہزار سالہ حکمرانی کا چراغ گل ہوا اور انگریزی اپنی عیارانہ اور سازشی ذہنیت کے نتیجے میں پورے غیر منقسم ہندوستان کا مالک ومختار بن بیٹھا۔ اور دوسری طرف اسی صدی میں مذہبی طور پر عام مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کی بنیاد پڑی۔ جب کہ اس سے پہلے ہندوستانی مسلمانوں کے اندر صرف دو فرقے تھے (۱) اہل سنت اور (۲) شیعہ اہل سنت اکثریت میں تھے اور شیعہ دال میں نمک کے برابر شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی اس وقت کی مذہبی صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد (الف ثانی شیخ احمد سرہندی) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے' ایک اہل سنت وجماعت' دوسرے شیعہ۔ مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا' کوئی غیر مقلد ہوا' کوئی وہابی بنا' کوئی اہل حدیث کہلایا کسی نے اپنے کو سلفی کہا' ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا' وہ ختم ہوا' معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے' افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا' یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔"

برصغیر ہند بلکہ بیشتر دنیا میں اہل سنت حنفی مسلمان ہی ابتداء اسلام سے بارہویں

صدی ہجری (دور شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز) تک پائے جاتے رہے ہیں' علامہ علاء الدین حصکفی نے "درمختار" میں تحریر فرمایا ہے کہ "قرآن پاک کے بعد امام ابوحنیفہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہیں اور اس کی یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کا ہی مذہب "فقہ حنفی" پھیلا' دلیل یہ ہے کہ امام صاحب کے زمانے سے آج تک سلطنت اور قضا کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں۔"

علامہ شامی صاحب "ردالمختار" اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلافت عباسیہ جس کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے' اس میں اکثر قاضی اور مشائخ (یعنی شیخ الاسلام) حنفی تھے' جیسا کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں' ان کے بعد سلاطین سلجوتی اور خوارزمی سب حنفی تھے اور خلافت عثمانیہ بھی حنفی تھی اور ان کے قاضی بھی حنفی۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"تمام علاقوں اور ملکوں میں بادشاہ حنفی ہیں اور یہاں کے قاضی' مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔" (کلمات طیبات' ص ۱۷۷)

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد (ولادت ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء متوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں: "خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقے اور مذہب کو پسند کرتے ہیں' اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں' اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل' قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔" (ترجمان وہابیہ' ص ۱۰)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں: "ہند کے اکثر' حنفی اور بعض شیعے اور کمتر اہل حدیث ہیں"

(ایضاً' ص ۵۷)

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد (ولادت ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء) لکھتے ہیں:

"امرتسر میں مسلم آبادی' غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے' اسی سال قبل تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے' جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے" (شمع توحید' ثناء اللہ امرتسری' ص ۴۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امت اسلامیہ کے نام پیغام۔۔۔

خاندان آل سعود جو کہ گذشتہ ستر سال سے سرزمین حجاز بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ پر قابض ہیں کہ وہ حقیقت اب آشکار ہوئی ہے جس کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا ہے اور اس کے سننے سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔اس خاندان کا محمد بن عبدالوھاب کیساتھ ایک تاریخی معاہدہ ہوا تھا کہ سرزمین مقدس (ارض حجاز) کیلئے وہ اس کی دینی مدد کریں اور وہ قبضہ کے بعد ان کیساتھ بانٹ لینگے۔

اس دوطرفہ اتحاد (آل سعود اور ابن عبدالوھاب) نے اسلام کی نشانیوں اور آثار کو اس طرح مٹانا شروع کر دیا کہ اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔انہوں نے اپنے ظالم ہاتھوں سے رسول کریم ﷺ کے حجرے اور اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو مسمار کر دیا۔ بلکہ جن تلواروں سے آپؐ نے جہاد کیا تھا ضائع کر دیا، اور جن زرہوں کو پہن کے آپؐ میدان جنگ میں اپنے دشمن کی ضرب سے بچاتے تھے، وہ کمان وہ تیر وہ نیزے جنہیں آپؐ نے بدر و احد اور حنین میں دشمنان اسلام کے خلاف استعمال کیا تھا وہ سب ضائع کر دیے۔ نبی کریم ﷺ نے دنیا کے حکمرانوں قیصر و کسریٰ وغیرہ کو خطوط لکھے تھے، وہ معاہدے جو آپ نے مختلف قبائل کیساتھ کیے تھے اور لکھوائے تھے وہ دستاویزات جلا دیے اور ضائع کر دیے۔

اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی قبروں اور گھروں کو مسمار کر دیا، مہاجرین اور انصار کی قبروں کو

اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی قبروں اور گھروں کو مسمار کر دیا، مہاجرین اور انصار کی قبروں کو ملیامیٹ کرتے ہوئے ان کے یادگار ہتھیاروں، تلواروں نیزوں اور ڈھالوں کو جلا دیا جن پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قیادت میں جہاد میں حصہ لیا تھا جن سے وہ کفر کے لشکر کو قتل کرتے اور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرتے تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو غلبہ عطاء فرمایا۔

ابھی ماضی قریب تک خندق کے آثار موجود تھے جو غزوہ احزاب کی یاد تازہ کرتے تھے انہوں نے اس کو بھی مسمار کر دیا۔انہوں نے نبی کریم ﷺ کے روضہ کو چھپا کر رکھا ہے اور وہاں پر مسجد کو اس طرح تعمیر کر دیا ہے کہ مسلمان روضہ اطہر تک نہ پہنچ سکیں، بلکہ انہوں نے آپ کے روضہ اطہر کو مسمار کر کے زمین کیساتھ برابر کر دیا ہے یہ

معلوم نہیں ہوتا ہے کہ آپ کا جسد خاکی کہاں ہے سب کچھ انہوں نے جلا دیا ہے اور ادھر ادھر بکھیر دیا ہے، یہ کہ لوگ خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کیلئے نکلے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اس کیساتھ تو ان کے بہت سارے مالی مفاد وابستہ ہیں اور ان کی تجارت کا سلسلہ اس سے ہی چلتا ہے جبکہ حاجیوں اور معتمرین سے کرایہ وغیرہ بھی وصول کرتے ہیں تو اس ارادے کو ترک کر دیا، البتہ اس مقدس فریضہ حج کو ایک سیاحتی سیزن کا درجہ دے دیا۔ اب وہ غریب مسلمانوں کے جیبوں سے اربوں ریالات کی رقم وصول کر کے سعودی شاہی محل کے خزانے میں محفوظ کرتے ہیں جو آل سعود اور آل شیخ کا ایک مشترکہ اثاثہ سمجھا جاتا ہے۔

یہ سلوک آل سعود اور ابن عبدالوہاب نے ان مقامات مقدسہ سے اس وقت سے شروع کیا تھا جب سے وہاں پر ان کا قبضہ ہوا تھا اور اب تو یہ لوگ دین اسلام کو مکمل طور پر ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں یہ (دونوں خاندان والے) لوگ امریکہ اور یہود کے سامنے مکمل طور پر جھک گئے ہیں چنانچہ انہوں نے یہود اور امریکیوں کو قرآن کریم کی ایک ایک آیت پر نظر ثانی کرنے کی اجازت دے دی ہے اس میں وہ لوگ جہاں کہیں بھی تبدیلی یا حذف یا اضافہ کرتے ہیں یہ اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے حفظ و تدریس کو ممنوع قرار دیا اور جن آیات میں یہود و نصاری کی اسلام دشمنی اور بے دینی کا ذکر ہے یا ان میں جہاد اور رسول ﷺ کے غزوات کا ذکر ہے ان کی قراءات و تدریس کو ممنوع قرار دیا ہے،، سعودی نصاب تعلیم پر مکمل طور پر نظر ثانی کیا اور اس کیساتھ بھی وہی سلوک کیا جو قرآن پاک کیساتھ کیا تھا، اس دلیل کی بنیاد پر کہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑنا چاہتے ہیں مغربی کنارے میں باقی رہینگی تاکہ یہ 42% بھی خالص فلسطینی منطقہ نہ ہو بلکہ یہودیوں کی بھی اس میں شراکت ہو۔ اور یہ کہ پناہ گزینوں کا اپنے گھروں میں واپسی کا حق کینسل کیا جائے اور اس کے بدلے سعودی شاہی خاندان اس کا عوض پٹرول کی آمدنی سے اداء کرے۔

یہ اعلان کہ یہودی مظلوم ہیں جب سے انہوں نے 48 میں اپنی ریاست کے قیام کا اعلان کیا تھا اور مسلمانوں کے شہید مردار ہیں وہ غلطی پر تھے یہودیوں نے ان کیساتھ کوئی ظلم نہیں کیا ہے نہ اس کی سرزمین پر قبضہ تو یہود نے 1967ء کے بعد کیا ہے اور یہود کا دعوی ہے کہ ایٹمی ہتھیار اور بڑے پیمانے پر ہلاک کرنے والے ہتھیار حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

کیا اس کے بعد یہ مناسب ہے کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت اللہ و روضہ رسول ﷺ آل سعود اور آل شیخ کے تسلط کے تحت ہوں،

یہ بدعمل اور فاسق لوگ تو اسلام اور قرآن کو اپنی حکمرانی کی بقاء کی قیمت پر فروخت کرتے ہیں، کیا تم (اے آل سعود و آل شیخ) باقی رہ جاؤ گے؟ اور کیا مسلمان اس کے بعد بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلانے میں حق بجانب ہونگے جب وہ آل سعود اور آل شیخ کو مقامات مقدسہ کے تقدس کو پامال بلکہ گندہ کرنے کیلئے چھوڑ دیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک غزوہ ایک ہزار حجوں سے افضل ہے۔

جب تک خانہ کعبہ اور مقامات مقدسہ سعودی شاہی خاندان کے ناپاک تسلط سے آزاد نہیں ہوتے ہیں اس وقت تک خانہ کعبہ کی طرف جا کر حج کرنا جائز نہیں، جب تک یہی مقامات آل سعود یا القاظ دیگر ال سلول جو کہ مردخائی کی اولاد میں سے ہیں جو یہودی النسل تھے کے قبضے میں اس طرح حج کیلئے جانا جائز نہیں۔ اور جو لوگ (دولمہ) یہودی طائفہ میں سے ہیں کہ جو اپنی یہودیت کے چھپاتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل اسلام میں سے ظاہر کرتے ہیں تا کہ اسلام کو اندر سے خراب کر دیں، ان کے ہوتے ہوئے حج بیت اللہ کیونکر کیا جاسکتا ہے یہ لوگ آل سعود اور آل شیخ دراصل یہود (دولمہ) میں سے ہیں۔

مسلمانوں!!!

اب آپ کا حج صحیح ہے نہ تمہارا عمرہ اس پر تمہیں کوئی اجر وثواب نہیں ملیگا، بلکہ یہ لسانی اسراف ہوگا، یہ

اپنے تعلیمی نصاب سے دینی مواد کو ختم کر دیا ہے کیونکہ یہ مواد نفرت پیدا کرتا ہے اور یہود و نصاریٰ کو مشرک قرار دیکر ان کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ سب باتیں سعودی شاہی خاندان نے بہ آسانی قبول کیا اس لیے کہ یہ یہود نصاری کے حامی رہینگے ورنہ امریکہ ان کے سر سے ہاتھ اٹھالیگا (اور پھر ان کا اقتدار ختم ہو جائیگا) نصاب تعلیم سے دینیات سے متعلق کتاب (کلمات قرآن و تفسیر بیان تالیف حسنین محمد مخلوف) کو نکالا گیا اور یہاں تک کے سعودی وزیر تعلیم نے استعفیٰ دی دیا۔ اس کھلم کھلا دین دشمنی پر وہاں کے چند علماء اور خطباء نے جب اعتراض کیا تو ان کی مساجد کو بند کر کے اماموں کو پس دیوار زنداں کر دیا۔

امریکیوں نے قرآن کریم کے مقابلے میں ایک دوسری کتاب کی تالیف کا مطالبہ کیا ہے۔ جس کا نام انہوں

نے (فرقان الحق) رکھا ہے آل سعود نے اس پر بھی ان سے اتفاق کا اظہار کیا اور کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا، یہ کتاب انہوں نے تیار بھی کردی اور شائع بھی، جس میں صرف 77 سورتیں ہیں، نیز اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ یہ عبارت ہے (باسم الرب الکلمہ الروح الواحد الاحد مثلث التوحید وموحد التثلیث مانعدو) آل سعود نے عورت کی امامت اور نماز جمعہ پڑھانے پر بھی اعتراض نہیں کیا، اور امریکیوں ہی کے حکم پر سعودی شاہی خاندان نے زکاۃ کا صرف حکومت کو دینے کا حکم نافذ کردیا اور بقول ان کے اسلامی دہشت گردوں کے سرچشمے خشک کرنا مقصود ہے۔ آخر کار سعودیہ کے بادشاہ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے عقبہ اور ایلاد یہودی سربراہ اولمرت سے ملاقاتیں کیں اور لبنانی جنگ میں حزب اللہ کے حملوں سے مسمار ہونے والے اسرائیلی عمارات کی تعمیر نو کیلئے آٹھ ملیار ڈالر دیے۔

مسٹر اولمرت نے سعودی بادشاہ کے اس اقدام کو بہت سراہا اور ان کو ان کی سمجھداری قرار دیا، جب کہ بادشاہ کے نمائندے بندر بن سلطان کی ملاقاتیں اسرائیل کیساتھ پہلے سے جاری تھیں اور اب بھی وہ ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ درحقیقت انہوں نے بیت المقدس فلسطین اور فلسطینیوں کو فروخت کرنا طے کرلیا ہے اور اس بیع کی رقم بھی سعودی تیل ہی پوری کریگا جس کے بدلے سعودی عرب کو اپنے تیل کی روزانہ پیداوار بڑھانے کی اجازت ہوگی تاکہ وہ بارہ ملین بریل تک پہنچ جائے یا اس سے بڑھ جائے اور یہ کہ ان کے سر سے وہ اپنا ہاتھ نہیں اٹھائیں گے وہ یہ اعلان بھی کرینگے کہ فلسطینی مغربی کنارے کے 42% علاقے کا نام ہے اور اسرائیلی کالونیاں آل سعود دراصل مردخائی نامی یہودی کی نسل میں سے ہیں۔ جو کہ جزیرہ عرب کا رہنے والا یہودی تھا اور ان کا تعلق دولمہ کے یہودیوں سے بھی ہے جو اپنی یہودیت کو چھپاتے ہیں۔

کہاں ہے امت مسلمہ؟ کہاں ہیں مسلم نوجوانان؟ کہاں ہے لشکر محمد؟ کہاں ہے خدائی لشکر؟ کہاں ہیں وہ پاک لوگ جو کہ آل سعود کے پٹرول کے رشوت لینے سے ڈرتے ہیں؟ کہاں ہیں وہ پاک جو کہ آل سعود کے ناپاک پٹرول کے لوگوں سے سیاہ نہیں ہوتے ہیں؟ مجاہدین کہاں ہیں؟ جانباز کہاں ہیں؟ اسلامی لشکر کدھر ہیں؟

ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک دفعہ پھر مکہ فتح کرلیں تاکہ اس کو آل سعود زندہ بتوں سے پاک کرلیں، جیسا کہ فتح اول کے موقع پر مردہ بتوں سے پاک ہوا تھا، عنقریب اللہ کی مدد اور فتح آنے والی ہے۔

وزیر داخلہ کویت کا خط: علماء نجد کے نام

کویت کے سابق وزیر داخلہ سید یوسف ہاشم رفاعی صاحب زید مجدد نے علماء نجد کے نام ایک درد انگیز پیغام بھیجا ہے جس میں رفاعی صاحب نے بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے دشمنان اسلام کے عزائم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو مسلمان حکومتوں بالخصوص سعودی نجدی حکومت کے ہاتھوں پورے کرائے جارہے ہیں۔ رفاعی صاحب نے سعودی حکومت میں رہ کر بچشم خود مشاہدات کیے ہیں وہ بڑی دل سوزی سے قلم بند کیے ہیں ہم ان کا خط پروفیسر مسعود احمد صاحب کی کتاب "تقلید" سے نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں رفاعی صاحب لکھتے ہیں :

"توحید پرستوں پر شرک کی تہمت لگانا، مسلمانوں کی تکفیر کرنا، ائمہ اربعہ کی تقلید سے روکنا، مخصوص ذہنیت کے حامل مولویوں کو عوام پر مسلط کرنا، حرمین شریفین میں عالم اسلام کے مقتدر علماء کو تقریر کی اجازت نہ دینا سرکاری کارندوں کا حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر مواجہ شریف سے پیٹھ پھیر کر بے ادبی سے کھڑا ہونا، درود وسلام کی کتابوں پر پابندی لگانا، غیر شرعی مجالس پر پابندی نہ لگانا، اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنا، جس شخص نے روضہ اطہر کی تعمیر کو بدعت کہا اور اس کو مسجد نبوی سے نکالنے کی تجویز دی اس کو اعزاز اور ڈگری دینا، اکابر اہلسنت کی کتابوں میں علمی خیانت اور تحریف کرنا، حضرت خدیجۃ الکبری کے مکان کو گرا کر وہاں بیت الخلاء بنانا، ولادت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی جگہ چوپائے باندھنا، چھوٹے چھوٹے لڑکوں اور بے وقوفوں کو اکابر اہلسنت اور ائمہ اربعہ کے خلاف بولنے کی کھلی چھٹی دینا، مدینہ منورہ میں یونیورسٹی قائم کر کے طلبہ کے ذہنوں کو منحرف کرنا اور ان کو والدین کے خلاف صف آرا کرنا اور ان کا اپنے والدین کو کافر و مشرک سمجھنا، اولیاء اللہ کو کافر و مشرک خیال کرنا پہلے سے مقرر عرب علماء اہلسنت کو حرم شریف میں تقریر سے باز رکھنا حتی کہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی پر کفر

کا فتویٰ دے کر ان کے قتل کی سازش کرنا وغیرہ وغیرہ۔" (تقلید، ص: 86-87)

آگے ڈاکٹر مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کا تبصرہ بھی ملاحظہ کریں وہ فرماتے ہیں:

"آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ان ساری باتوں میں ملت اسلامیہ اکابر ملت اسلامیہ اور ملت اسلامیہ کے آثار کی توہین وتحقیر کا سارا سامان موجود ہے۔ اس پیغام میں ان حقائق کے علاوہ اور بہت سے حقائق ہیں، یہ کسی متعصب وغبی عجمی کی تحریر نہیں یہ ایک اہم سرکاری عہدے پر فائز رہنے والے عرب عالم کی تحریر ہے اس لیے قابل توجہ ہے۔۔۔ اس خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ آئمہ اربعہ کے خلاف تحریک سیاسی تحریک ہے جس کا مقصد دشمنان اسلام کے عزائم کو پورا کرنا ہے اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ تحریک گھروں کو اجاڑنے والی اور شہروں کو ویران کرنے والی ہے۔"

میں نے ان کو (غیر مقلدوں) کو بار بار آزمایا لیکن میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا، جسے صالحین کے طریقے پر چلنے کی رغبت ہو یا وہ اہل ایمان کی سیرت کے مطابق چلتا ہو، بلکہ میں نے تو ان میں سے ہر ایک کو کمینی دنیا میں منہمک اور اس کے ردی سازوسامان میں مستغرق، جان ومال کو جمع کرنے والا، حلال وحرام کی تمیز کے بغیر مال کی لالچ رکھنے والا پایا۔ اسلام کی مٹھاس سے خالی الذہن اور عام مسلمانوں کی نسبت شریر کمینے لوگوں کی طرح سنگ دل پایا۔

بخدا یہ امر انتہائی تحیر وتعجب کا باعث ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خالص موحد گردانتے ہیں اور اپنے ماسوا سب مسلمانوں کو مشرک، بدعتی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود انتہائی متعصب اور دین میں غلو کرنے والے ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا دیکھنا آنکھوں کی چبھن اور گلوں کی گھٹن، جانوں کے کرب اور دکھ، روحوں کے بخار، سینوں کے غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے، اگر تم ان سے انصاف کی بات کرو تو ان کی طبیعتیں انصاف قبول نہیں کریں گی۔"

یہود ونصاریٰ اور اسلام

یہود ونصاریٰ دونوں اسلام دشمن طاقتیں ابتدائے اسلام ہی سے کبھی کھل کر اور کبھی چھپ کر اسلامی وحدت پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کی شوکت وقوت ختم کرنے کے مختلف طریقے اپناتی رہی ہیں یہ طاقتیں کبھی بھی اس سے غافل نہیں رہیں۔

اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے دولت وثروت اور اقتدار وحکومت کا بھی سہارا لیا ہے اور اپنی قوم کی بہن بیٹیوں کی عزت وآبرو کی نیلامی کا بھی، اس کے لیے انہوں نے بے پناہ دولت و ثروت بھی خرچ کی، اقتدار وحکومت کا لالچ بھی دیا ہے اور اقتدار وحکومت چھینا بھی ہے، انہوں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے جس قدر بھی طریقے اپنائے ان سب میں کامیاب رہے۔ لیکن سب سے بڑی کامیابی انہیں جس طریقے سے ملی وہ طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے مسلمان علماء اور حکمرانوں کی شکل میں مسلمانوں کی صف میں کچھ ایسے غلط عناصر داخل کردیئے یا پیدا کردیئے جنہوں نے مسلم ومحقق اور معمول ومقبول عقائد ونظریات میں شکوک وشبہات پیدا کیے اور صاحب اقتدار بن کر اندر ہی اندر اسلامی اقتدار کی جڑیں کھوکھلی کردی اور اسلام ومسلمانوں کو زبردست نقصان پہونچایا جس کے نتیجے میں اسلامی حکومتیں کمزور ہوکر ختم ہوتی رہیں اور اسلام میں نئے نئے فرقے پیدا ہوتے رہے۔

اس کامیاب سازشی طریقے کی واضح ترین مثال جزیرۃ العرب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آل سعود تحریک، وہابیت اور مملکت سعودیہ عربیہ ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی جیسے یہود وفرنگ کے ایجنٹ علماء سو نے مستند اسلامی اصولی وفروعی عقائد ونظریات کے خلاف بے شمار نئے عقائد ونظریات کو رواج دیا اور انہیں مسلمانوں میں پھیلا کر مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کو متزلزل اور مشکوک بنادیا جس

کے نتیجے میں مسلمان نظریاتی وفکری اعتبار سے متحد نہ رہ سکے اور ان کا ملی شیرازہ بکھر گیا، وہ فرقہ بندی کا شکار ہو گئے اور دولت عثمانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ان نئے افکار وخیالات کو ابن تیمیہ سے لیا اور اسے اپنا فکری امام بنایا۔

ابن تیمیہ کا تعارف

ابن تیمیہ کا پورا نام تقی الدین احمد ہے، مگر اس نے اپنی کنیت ابن تیمیہ سے شہرت پائی 66 ھ مطابق 1263ء میں حران ترکی میں پیدا ہوا۔ سات سال کی عمر میں دمشق، شام ہجرت کر گیا۔ اور وہیں حفظ قرآن کیا۔ اور مذہبی تعلیم مکمل کی پر دمشق ہی میں درس وافتاء کا کام شروع کیا۔ یہی جگہ اس کا میدان عمل بنی۔ جب اس کے نئے نئے دینی نظریات سامنے آنے لگے تو اس دور کے علماء نے اس کی جم کر سرکوبی کی۔

جب اس کا یہ باطل نظریہ سامنے آیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے روضہء اطہر کی زیارت کے لیے سفر کرنا ناجائز بلکہ سفر معصیت ہے۔" تو قسانی اختائی مالکی نے سلطان ناصر مصر کو درخواست دی کہ ابن تیمیہ کو اس بے ادبی کی وجہ سے قتل کرادیا جائے، اس محضرنامہ پر اور علماء نے بھی تائیدی دستخط کیے، نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان ناصر نے ابن تیمیہ کو دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا اور جمعہ ۱۰ شعبان ۷۲۶ھ کو دمشق کی جامع مسجد میں شاہی اعلان سنایا گیا کہ ابن تیمیہ کو انبیاء کی قبروں کی زیارت سے منع کرنے پر قید کی سزادی جاتی ہے۔ آئندہ سے وہ کوئی فتوی نہیں دے سکتے۔

(امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکئی ص: ۵۶۴، ۵۶۵)

دو سال بعد اسی قید خانے میں ۷۲۸ھ میں دمشق میں فوت ہو گیا۔

ابن تیمیہ کہنے کو تو حنبلی المذہب تھا، مگر صحیح معنوں میں تقلید کا مخالف تھا عالم اور ذہین تو بہت بڑا تھا۔ مگر طبیعت میں آزادی اور جدت تھی۔ علم وذہانت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، مگر سلامتی فکر ونظر اور اصابت رائے کی توفیق میسر نہ ہو تو علم وذہانت، زحمت ومصیبت بن جاتے ہیں۔ اس لیے علماء اسلام کی روش سے ہٹ کر اس نے بہت

سی فکری ونظریاتی بدعتیں ایجاد کیں۔اور کئی ایک مسائل میں قرآن وحدیث ،سنت وشریعت اور اجماع امت سے اختلاف کیا جس کا بروقت مسکت جواب بھی دیا گیا۔ مشہور مؤرخ ابن بطوطہ نے ابن تیمیہ کو جنونی اور فاتر العقل عالم کہا ہے۔

امت سے اختلاف

شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے ابن تیمیہ کے اختلافی مسائل کی درجہ بندی کرتے ہوئے شماریاتی جاءزہ لیا ہے، لکھتے ہیں

''ان (ابن تیمیہ) کے اختلافی مسائل چار درجات کے ہیں (۱) پہلا درجہ ان مسائل کا ہے کہ ابن تیمیہ نے اپنے امام احمد بن حنبل کے مشہور قول کو چھوڑا اور غیر مشہور قول کو لیا ہے، ایسے چھبیس مسائل ہیں۔ (۲) دوسرا درجہ ان مسائل کا ہے جن میں ابن تیمیہ نے اپنے امام کی تقلید چھوڑی ہے اور باقی تین اماموں میں سے کسی امام کے قول کو اختیار کیا ہے۔اور ایسے سولہ مسائل ہیں۔ (۳) تیسرا درجہ ان مسائل کا ہے جن میں چاروں اماموں کے مذہب کو چھوڑا ہے اور ایسے سترہ مسائل ہیں۔ (۴) چوتھا درجہ ان مسائل کا ہے جن میں انہوں نے جمہور کے مسائل چھوڑا ہے، انہوں نے اُمت کے اجماع کی قدر نہیں کی ہے اور ایسے انتالیس مسائل ہیں۔

تیسرے اور چوتھے درجہ کے مسائل (۱۷+۳۹=۵۶ مسائل) کی وجہ سے علماء امت آپ کے مسلک سے بے راز ہوئے ہیں۔ یہ چھپن (۵۶) مسائل ارشاد نبوی ''علیکم بالسواد الاعظم'' (بڑی جماعت کا اتباع کرو) اور ''اتبعو السواد الاعظم فانه مَنْ شذّ شذفی النار'' (بڑی جماعت کی پیروی اپنے اوپر لازم کرو جو تنہا ہا تنہا جہنم میں گیا)۔ کی وعید میں آ رہے ہیں، ان مسائل میں چاروں مذاہب (فقہ) کے علماء آپ کے اختیار کردہ مسائل سے بے زار ہیں۔ (مقدمہ زیارت خیر الانام ترجمہ شفاء السقام، ص: ۷، ۸)

ابن تیمہ کے عقائد:

ابن تیمہ کے کچھ عقائد علامہ ابن حجر مکی شافعی ہیثمی (متوفی ۹۷۴ھ) نے علامہ تاج الدین سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کے حوالے سے نقل کیے ہیں:

جن مسائل میں ابن تیمہ نے خرق اجماع کیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

1- حالت حیض میں اور جس طہر میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی۔

2- نماز اگر چھوڑ دی جائے تو اس کا قضاء واجب نہیں۔

3- حالت حیض میں بیت اللہ کا طواف کرنا جائز ہے اور کوئی کفارہ نہیں۔

4- تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔

5- تیل وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس نہیں ہوتیں۔

6- بعد ہمبستری غسل کرنے سے پہلے رات میں نفل پڑھنا جائز ہے، اگرچہ شہر میں ہو۔

7- جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر فاسق نہیں کہا جائے گا۔

8- جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر فاسق نہیں کہا جائے گا۔

9- اللہ تعالیٰ جسم والا ہے۔ اس کیلئے جہت ہے اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔

10- خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے، نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔

11- جہنم فنا ہو جائے گا۔

12- انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔

13- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

14- ان کو وسیلہ بنانا حرام ہے۔

15- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے۔

16- ایسے سفر میں نماز میں قصر جائز نہیں۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۱۶)

وہابیت کا فکری بانی ابن تیمیہ حرانی ہے:

ابن تیمیہ سے پہلے اس طرح کے نئے عقائد یکجا کسی اور کے یہاں نظر نہیں آئے۔لہٰذا مجموعی طور پر ان باطل عقائد کی بدعت کا موجد یہی ہے۔اس کے یہی تفردات بعد میں وہابیت کے بنیادی عقائد بنے اور اسے انہیں کی بناء پر جمہور علماء اُمت اور چاروں مذاہب کے فقہاء، نیز متکلمین اور صوفیاء نے بدمذہب وگمراہ قرار دیا اور ان کا خوب ردوابطال کیا۔حتی کہ ابن تیمیہ کو قید بھی جھیلنی پڑی۔

علامہ ابن حجر الجوہر المنظم میں لکھتے ہیں:

''ابن تیمیہ کے وہ خرافات (عقائد) جن کا قائل اس سے پہلے کوئی عالم نہیں تھا اور جن کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے درمیان آفت ومصیبت بن گیا،ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنے اور آپ کو وسیلہ بنانے کے عقیدے سے انکار کیا۔'' (المعلومات النافعہ قسم ۲،ص ۲۷۳،از: علامہ احمد جودت پاشا)

کم وبیش انہیں نظریات کو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اختیار کر کے ان کی تبلیغ واشاعت کی، محمد بن عبدالوہاب سے پہلے ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم اور بعد میں قاضی شوکانی نے ہر چند کہ ابن تیمیہ کی فکری ہمنوائی کی ہے،اور اس مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے،لیکن جس سرگرمی کے ساتھ محمد بن عبدالوہاب نے اس نئی فکر کو مسلمانوں پر تھوپا اور قبول کرنے کے لئے مجبور کیا، یہاں تک جنگ وجدال اور قتل سے بھی باز نہیں آیا ہے وہ صرف محمد بن عبدالوہاب نجدی کا حصہ ہے۔

اس لئے اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہابیت کا فکری بانی ابن تیمیہ ہے۔اور اس فکر کا معمار وعلمبردار اور عملی بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے،اور اس کی غیر معمولی محنت ودلچسپی اور سرگرمی کی وجہ سے یہ غیر اسلامی تحریک اسی کے نام پر ''تحریک وہابیت'' کہلائی،اور اس کے ماننے والوں کو ''وہابی'' کہا گیا۔

وہابیت اور جزیرہ العرب

وہابیت کا عملی بانی محمد بن عبدلوہاب نجدی:

وہابی مکتب فکر کی فکری بنا تقی الدین احمد بن تیمیہ حرانی (ولادت ۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء متوفی ۷۲۸/ ۱۳۲۸) نے ڈالی پھر کئی صدیوں کے بعد انگیریزی سازش کا شکار ہو کر محمد بن عبدالوہاب نجدی (ولادت ۱۱۱۱ھ/ ۱۲۹۹ء یا ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ متوفی ۱۲۰۶ھ/۱۸۹۲) نے جزیرہ العرب میں ابن تیمیہ کے ''فکری ہیولیٰ'' کو ''صورت'' بخشی اور ''وہابیت'' کا پیکر تیار ہوا۔ امیر درعیہ محمد بن سعود نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو وہابی فکر کی عمارت تعمیر کرنے میں سیاست واقتدار کے ذریعہ ہر ممکن تعاون دیا امیر مذکور نے ۱۱۵۹ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اطاعت کی، اس کے بعد نجدی دعوت نجد میں اور جزیرۂ عرب کے مشرقی حصوں میں عمان تک پھیل گئی۔

امام عبداللہ بن عیسیٰ بن محمد صنعانی نے ۱۲۱۸ھ میں تحریر کردہ اپنی کتاب ''السیف الھندی'' میں لکھا ہے: ''محمد بن عبدالوہاب، عبدالعزیز نجدی کے محلہ میں فروکش ہوا، عبدالعزیز نے بیعت کی اور وہاں کے لوگ اس کے مددگار ہوئے۔ ان لوگوں نے ''درعیہ'' کے قرب وجوار کی بستیوں میں اپنا مسلک پھیلایا۔ جب محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ ایک قوی جماعت ہوگئی تو یہ قانون نافذ کردیا کہ جو شخص غیر اللہ کی آواز دے یا کسی نبی یا فرشتے یا عالم کا وسیلہ لے وہ مشرک ہے، اس کا رادۂ شرک ہو یا نہ ہو''۔

علامہ ابن عابدین اپنی کتاب ''شامی'' میں لکھتے ہیں کہ:

''نجد سے محمد بن عبدالوہاب کے پیرو نکلے اور انہوں نے حرمین پر قبضہ کیا وہ اپنے کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں، جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ بنابریں انہوں نے اہل سنت کو اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح قرار دیا ہے''۔

(ردالمختار (شامی) ج:۳، ص:۳۹)

ابن تیمیہ سے فکری استفادہ

محمد بن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ ہی کی کتابیں پڑھ کر اس کی فکر سے متاثر ہوا، پھر اسی کو اپنایا بھی اور عام بھی کیا، اس بات کی شہادت غیر مقلدین کے ایک پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی اپنی کتاب ابجد العلوم میں دی ہے:

"جسے شاہ عبدالوہاب نے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن القیم الجوزیہ کے بعض تالیفات کا مطالعہ کیا ہے اور صحیح طور پر سمجھے بغیر ان دونوں کی تقلید کی ہے، حالانکہ یہ دونوں تقلید کو ناجائز سمجھتے ہیں۔" (مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، ص:۱۸)

شاہ ابوالحسن زید فاروقی، علامہ ابوالحسن علی تقی الدین سبکی شافعی کی کتاب "شفاء السقام" کے اردو ترجمہ "زیارت خیر الانام" کے مقدمہ میں ہمارے اس دعوے کے تائید میں کہ "محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ ہی کی فکر کو اپنایا اور پھیلایا" رقمطراز ہیں:

"چند سال سے عاجز سن رہا ہے کہ حجاز مقدس میں حج کے موقع پر دنیا کی مختلف زبانوں میں رسالے تقسیم کیے جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کو جانا جائز نہیں ہے"۔

یہ غلط بات سب سے پہلے ابن تیمیہ حرانی حنبلی نے کہی ہے۔ پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بہ زور شمشیر اس باطل مسلک کو نجد اور ملحقات نجد میں پھیلایا اور ان کے ماننے والوں کے لئے اب اس کی تبلیغ، ایمان کا جزء بن کر رہ گئی ہے۔ (مقدمہ زیارت خیر الانام، ص:۵)

بقول "انور شاہ کشمیری" ابن عبدالوہاب نجدی ایک بے وقوف اور کم علم شخص تھا، کافر کہنے کے حکم میں جلد بازی کرتا تھا۔ (فیض الباری، ج:۱، ص:۱۷۰)

ابن عبدالوب اپنی آزاد خیالی، بے عقلی، کم علمی اور جاہ طلبی کے سبب یہودی اور

فرنگی سازش کا شکار ہو گیا تھا۔

ترکی کے مشہور عالم علامہ احمد جودت پاشا متوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء (جو وہابی تحریک اور ترک عثمانیوں کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور جنہوں نے بارہ جلدوں میں عثمانیوں کی تاریخ مرتب کی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

یہودی، اسلام کے سخت قسم کے جھگڑالو دشمن ہیں، عبداللہ بن سبا یہودی پہلا وہ شخص ہے، جس نے دین اسلام کو تباہ کرنے کے لئے فتنوں کی آگ بھڑکائی، یہ ملک "یمن" کا ایک یہودی تھا، اس نے حقیقی مسلمان اہل سنت کے خلاف شیعہ فرقے کو جنم دیا، یہودیوں نے ہر دور میں شیعی علماء کے روپ اختیار کر کے اس فرقہ شیعہ کی مدد کی اور یہودیوں نے ہی دین اسلام کو کمزور کرنے کے لئے فرنگیوں کے ساتھ مل کر "لندن" میں نو آبادیاتی وزارت کی بنیاد رکھی اور یہودیانہ مکروفریب اور چالبازیوں سے لیس جاسوس پیدا کئے اور تمام ملکوں میں روانہ کیے، انہیں جاسوسوں میں ہمفرے بھی ہے، جس نے ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء میں شہر "بصرہ" میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اپنا شکار بنایا اور سالہا سال اسے مکروفریب کی تعلیم دیتا رہا، انہیں یہودی جاسوسوں نے وہابیت کو جنم دیا۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اسلام اور مسلمانوں میں اختلاف وتفریق پیدا کرنے والی ان معلومات میں اضافہ کیا، جن کو اس نے انگریزی جاسوس ہمفرے سے ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ کی کتاب کے مطالعہ کے ذریعہ سیکھا تھا۔

محمد بن عبدالوہاب (متوفی ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء) کے ماننے والوں کو "نجدی" اور "وہابی" کہا جاتا ہے۔ (المعلومات النافعۃ قسم دوم، ص ۲۷۸، مطبوعہ حقیقت کتاب وے استنبول ترکی)

"خواجہ حسن نظامی" دہلوی لکھتے ہیں:

"نجد کے باشندے سالہا سال سے وہابی ہیں اور ان کے مورث اعلیٰ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نام سے پوری دنیا کے وہابی منسوب ہیں۔"

(نادان وہابی، از: خواجہ حسن نظامی، ص:۳)

شیخ نجدی فرنگی جال میں:

علامہ احمد جودت پاشا محمد بن عبدالوہاب اور تحریک وہابیت کی پیدائش کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہابیت کا بانی محمد بن عبدالوہاب ۱۱۱۱ھ/۱۲۹۹ء میں نجد کے قصبہ "ہریملہ" میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ/۹۲ ۱۷ء میں مرگیا آغاز زندگی میں سیاحت وتجارت کی غرض سے بصرہ، بغداد، ایران، ہندوستان اور شام کا سفر کیا، ۱۱۲۵ھ/۱۳ ۱۷ء میں انگریزی جاسوس ہمفرے کے جال میں پھنس گیا اور اسلام کو مٹانے کے لئے فرنگی کوششوں کا آلہ کار بن گیا۔

محمد بن عبدالوہاب نے اس جاسوس کی بتائی ہوئی جھوٹی باتوں کو وہابیت کے نام سے پھیلایا، میں (احمد جودت پاشا) نے اپنی کتاب "اعترافات الجاسوس الانکلیزی" میں تحریک وہابیت کی تاسیس کی صورت حال اور شام میں احمد بن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ /۱۳۲۸ء کی، ان کتابوں کو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے حاصل کر کے پڑھنے کا حال وضاحت سے بیان کیا ہے، جو اہل سنت کے خلاف ہیں، محمد بن عبدالوہاب نے شیخ نجدی کے نام شہرت پائی اور مکہ مکرمہ کے علماء نے ۱۲۲۱ھ میں محمد بن عبدالوہاب کی کتاب "کتاب التوحید" کا کامل جواب دیا جس کا مسودہ شیخ نجدی نے انگریزی جاسوس (ہمفرے) کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔

علماء نے قوی دلائل اور ٹھوس ثبوتوں کے ساتھ کتاب التوحید کا رد فرمایا پھر شیخ نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن نے کتاب التوحید کی شرح لکھی اور اس میں کچھ اور باتوں کا اضافہ کیا گیا، جو "فتح المجید" کے نام سے چھپی۔

شیخ نجدی کے یہ عقائد ونظریات پھیلے اور اہل درعیہ (جو شیخ نجدی کی سرگرمیوں کا مرکز تھا) اور درعیہ کے امیر محمد بن سعود نے قبول کئے، جن لوگوں نے وہابیت کے نظریے کو

قبول کیا، انہیں وہابی یا نجدی کہا جاتا ہے۔

پھر شیخ نجدی نے (یہود ونصاریٰ کی سازش اور منصوبے کے مطابق) اپنے کو قاضی قرار دیا اور محمد بن سعود کو اس کے بعد وراثت کے طور پر "محمد بن سعود" کی اولاد کو امیر وحاکم قرار دیا۔ (المعلومات النافعۃ، ص: ۷۶،۷۷،۷۸)

ہمفرے جب اپنے مشن پر بصرہ پہنچا اور اس کی ملاقات محمد بن عبدالوہاب سے ہوئی تو بہت خوش ہوا کہ کام کا آدمی مل گیا، یہ روداد ہمفرے کی زبانی اس طرح ہے:

"ان دنوں جب میں بصرہ میں "ترکھان عبدالرضا" کا کام کرتا تھا، میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو وہاں آتا جاتا تھا۔۔۔ وہ دینی طالب علموں کا لباس پہنتا تھا اس کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا، ایک جاہ طلب اور نہایت غصیلا انسان تھا، اسے عثمانی حکومت سے سخت نفرت تھی۔۔۔ محمد بن عبدالوہاب ایک آزاد خیال آدمی تھا، اس کے نزدیک حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی مکاتب فکر میں سے کسی مکتب فکر کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی۔ وہ کہتا تھا کہ خدا نے جو کچھ قرآن میں فرما دیا ہے بس وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ محمد بن عبدالوہاب سے میل جول اور ملاقاتوں کے ایک سلسلے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ برطانوی حکومت کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے اونچا اڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غرور، علماء ومشائخ اسلام سے اس کی دشمنی اس حد تک خودسری کے خلفائے راشدین بھی اس کی تنقید کا نشانہ بنیں اور حقیقت کے سراسر خلاف قرآن وحدیث سے استفادہ اس کی کمزوریاں تھیں، جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا۔"

شیخ محمد بن عبدالوہاب ابوحنیفہ کی تحقیر کرتا تھا اور اسے نا قابل اعتبار سمجھتا تھا "محمد کہتا تھا "میں "ابوحنیفہ سے" زیادہ جانتا ہوں" اس کا دعویٰ تھا کہ نصف صحیح بخاری بالکل لچر اور بے ہودہ ہے۔

بہر صورت میں نے محمد سے بہت گہرے مراسم قائم کر لئے اور ہماری دوستی میں ناقابل جدائی استحکام پیدا ہو گیا، میں بار بار اس کے کانوں پر یہ رس گھولتا تھا کہ خدا نے تمہیں حضرت علی اور حضرت عمر سے کہیں زیادہ صاحب استعداد بنایا ہے اور تمہیں بڑی فضیلت اور بزرگی بخشی ہے اگر تم جناب رسالت مآب کے زمانے میں ہوتے تو یقیناً ان کی جانشینی کا شرف تمہیں ہی ملتا، میں ہمیشہ پرامید لہجہ میں اس سے کہتا:

''میں یہی چاہتا ہوں کہ اسلام میں جس انقلاب ''وہابیت'' کو رونما ہونا ہے وہ تمہارے ہی مبارک ہاتھوں سے انجام پذیر ہو، اس لئے کہ صرف تم ہی وہ شخصیت ہو جو اسلام کو زوال سے بچا سکتے ہو اور اس سلسلہ میں سب کی امیدیں تمہیں سے وابستہ ہیں۔''

میں نے ''محمد'' کے ساتھ طے کیا کہ ہم دونوں بیٹھ کر علماء مفسرین پیشوایان دین ومذہب سے ہٹ کر نئے افکار کی بنیاد پر قرآن مجید پر گفتگو کریں، ہم قرآن پڑھتے اور آیات کے بارے میں اظہار خیال، میرا لائحہ عمل یہ تھا کہ میں کس طرح انگریز نوآبادیات علاقوں کی وزارت کے دام میں پھنسا دوں۔

میں نے آہستہ آہستہ اس اونچی اڑان والے خود پرست انسان کو اپنی گفتگو کی لپیٹ میں لینا شروع کیا، یہاں تک کہ اس نے حقیقت سے کچھ زیادہ ہی آزاد خیال بننے کی کوشش کی۔

قصہ مختصر آہستہ آہستہ میں محمد بن عبدالوہاب کے بدن سے ایمان کا لبادہ اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔

(آگے ہمفرے لکھتا ہے) اپنی رات دن کی کوشش سے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی خواہشات کے عین مطابق ڈھالا اور آئندہ پلاننگ کو روبہ عمل لانے کی ذمہ داری اٹھانے پر آمادہ کیا۔

شیخ کی دعوت کا سامان فراہم کرنے میں ہمیں دو سال کا عرصہ لگا، ۱۱۴۳ھ کے

اواسط میں محمد بن عبدالوہاب نے جزیرہ العرب میں اپنے نئے دین وہابیت کے اعلان کا حتمی ارادہ کیا اور اپنے دوستوں کو اکٹھا کیا، جو اس کے ہم خیال تھے، اور اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔۔۔

آہستہ آہستہ ہم پیسے کے زور پر شیخ نجدی کے اطراف، اس کے افکار کی حمایت میں ایک بڑا مجمع اکٹھا کیا اور انہیں دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کی تلقین کی۔ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے برسوں بعد جب چھ نکاتی پروگرام کامیابی کی پوری منزلیں طے کر چکا تو نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت نے وعدہ کیا کہ اب سیاسی اعتبار سے جزیرۃ العرب میں کوئی کام ہونا چاہیے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نو آبادیاتی وزارت نے اپنے عمال میں سے ''محمد بن سعود'' محمد بن عبدالوہاب'' کے ساتھ اشتراک عمل پر مامور کیا، اور مُـحَـمّـدَیْن (محمد بن عبدالوہاب اور محمد بن سعود) کے اشتراک عمل کی ضرورت پر زور دیا اور تاکید کیا کہ دینی امور کے فیصلے کلی طور پر محمد بن عبدالوہاب کے ہاتھ میں ہوں گے، اور سیاسی امور کی نگرانی محمد بن سعود کی ذمہ داری ہوگی۔

اس طرح دینی وسیاسی شخصیتوں کے اتحاد عمل کے نتیجے میں انگریزوں کو بھلا ہو رہا تھا اور ہر آنے والا دن اس بھلائی (''تحریک وہابیت'' کی اشاعت میں) اضافہ ہو رہا تھا، ان دونوں رہبروں نے نجد کے قریب ''درعیہ'' شہر کو اپنا پایۂ تخت بنایا، نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت خفیہ طور پر جی کھول کر ان کی مالی اعانت کر رہی تھی (ہمفرے آگے لکھتا ہے) اسوقت ہم ان کے ساتھ اپنی دوستی کی معراج پر ہیں مرکزی حکومت تمام جزیرۃ العرب میں اپنا اثر ونفوذ قائم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔

(یہ بکھری معلومات کتاب ہمفرے کے اعتراف سے تلخیص کے ساتھ ماخوذ ہیں تفصیل کے لیے کتاب کا مطالعہ کیجئے جو مکتبہ مشرق کانکر ٹولہ بریلی سے اردو میں شائع ہو چکی ہے۔)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ابن تیمیہ اور انگریز جاسوس ہمفرے سے سیکھے وہ غیر

اسلامی عقائد ونظریات جو"وہابیت" کی اساس وبنیاد ہیں اور جن کی وجہ سے امت میں افتراق وشقاق پیدا ہوا اور اسلامی وحدت پارہ پارہ ہوگئی اور اسلام کے اندر خوارج "معتزلہ" اور "شیعیت" کے بعد "وہابیت" کے نام سے ایک اور نئے فرقے اور فتنے نے جنم لیا، وہ اس کی کتابوں میں آج بھی مرقوم ومحفوظ ہیں۔

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی نے کتاب "ابجد العلوم" میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی بارہ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ انہیں کتابوں میں سے ایک کتاب التوحید بھی۔ ہے، اسی کتاب میں نجدی کے نئے باطل عقائد زیادہ ہیں

شیخ نجدی اورافکارتقلید:

شیخ نجدی کی ایک اور دوسری کتاب جس کا بھوپالی صاحب نے ذکر کیا ہے، وہ "رسالة فی تحریم التقلید" ہے اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ شیخ نجدی کے نزدیک تقلید حرام ہے۔

شیخ نجدی کا تعاقب:

شیخ نجدی کے عقائد کے رد میں فوراً جن علماء اسلام نے قلم اٹھایا ان میں سرفہرست اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی ہیں، جنہوں نے اپنے بھائی کے رد میں شیخ نجدی کی دعوت "وہابیت" کے آٹھویں سال ۱۱۶۷ھ میں بنام "الصواعق الالهية فی الرد علی الوهابية" ایک کتاب لکھی۔

پہلے شیخ "سلیمان" نے اپنے بھائی شیخ نجدی کو بہت سمجھایا، لیکن جب وہ نہ مانا بلکہ اپنے مرید ومطیع امیر محمد سعود کی مدد سے ایذا رسانی اور قتل کے درپے ہوگیا تو حرمین شریفین چلے گئے اور وہیں سے یہ رسالہ لکھ کر اپنے بھائی کو بھیجا۔

علامہ "ابوحامد بن مرزوق" نے اپنی کتاب "التوسل بالنبی وجهلة

الوھابین" میں تقریباً چالیس ایسے علمائے اسلام کا تذکرہ اوران کی کتابوں کا نام تحریر کیا ہے، جو محمد بن عبدالوہاب کے رد میں ہیں، تفصیل کے لئے "التوسل بالنبی" کا مطالعہ کریں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد ونظریات اور اعمال:

1- چھ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان کافرو مشرک ہیں۔

2- جو قبروں کی نذر مانے، مقبروں میں اللہ سے دعا مانگے، مزاروں کا پردہ چومے، قبروں کی مٹی لے اور اولیاء، سے مدد طلب کرے اور وہ بھی کافر ہے۔

3- اور جو شخص ایسے آدمی کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

4- شفاعت اور تقرب الی اللہ کی نیت سے انبیاء اولیاء کو وسیلہ بنانے والوں کی جان ومال حلال ہے، اور ایسا شخص مشرک ہے۔

5- یارسول اللہ کہنے والا شخص کافر ہے۔

6- تقلید حرام ہے۔

7- بخاری شریف کا نصف حصہ بالکل لچر اور بے ہودہ ہے۔

8- مسلمانوں کا خون بہاتا تھا۔

9- مسلمانوں کا مال واسباب لوٹتا تھا۔

10- اپنی نہ کرنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا۔

11- کہتا تھا "لات" "عزیٰ" اور "سواع" پہلے ہیں اور "محمد"، "علی"، "عبدالقادر" پچھلے ہیں، یہ سب برابر ہیں۔

12- "دلائل الخیرات" اور "روض الریاحین" جیسی کتابوں کو جلادینے کا حکم دیتا تھا، بلکہ دلائل الخیرات کو جلایا بھی۔

13- کہتا تھا کہ محمد کی قبر کو، ان کے مشاہد، ان کی مساجد اوران کے آثار کو اور کسی نبی یا ولی کی قبر کو اور تمام مورتیوں (مزارات) کو سفر کرنا شرک اکبر ہے۔

''تمام علاقوں اور ملکوں میں بادشاہ حنفی ہیں اور یہاں کے قاضی، مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔'' (کلمات طیبات، ص ۱۷۷)

وہابیت ہی دوسرے نئے فرقوں کا سرچشمہ ہے

محمد بن عبدالوہاب کے وہابی نظریات و تعلیمات کا اثر صرف یہی نہیں کہ متحد سنی حنفی مسلمان تقسیم ہوگئے بلکہ ان وہابی جراثیم نے کچھ اور بھی بیماریاں پیدا کیں ''وہابیت'' ہی کے بطن سے مزید نئے نئے فرقے پیدا ہوئے ہفت روزہ الفقیہ امرتسر (شمارہ ۱۲ اگست ۱۹۱۲ء) لکھتا ہے:

''محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمات کا جو اثر ہوا، اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، جماعت غیر مقلدین کی تعداد اس کی شہادت میں پیش کی جاسکتی ہے، اگر اسی پر اکتفا ہوتا تو شاید مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہ ہوتا، لیکن افسوس یہ ہے کہ تقلید آئمہ کا جوا تو اس فرقے نے گردن سے اتارا تو نئے نئے راستے بھی نکل آئے اس کے بعد اور متعدد فرقے پیدا ہوگئے، جن میں مرزائیہ (قادیانیت) اور چکڑالویہ (فرقہ اہل قرآن) وغیرہ پنجاب میں بکثرت اور بلاد وہندوستان میں بہ قلت پائے جاتے ہیں۔''

اس سلسلے میں شاعر مشرق علامہ اقبال کا تجزیہ و تبصرہ بہت اہمیت رکھتا ہے وہ کہتے ہیں!

''قادیان اور وہابیت اگرچہ ایک دوسرے کی ضد میں ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے، اور دونوں اس تحریک کی پیداوار، جسے عرف عام میں ''وہابیت'' کہا جاتا ہے۔'' (اقبال کے حضور از نذیر نیازی، ص ۲۶۲)

''ابوالکلام آزاد'' اپنے تجربہ کے مطابق الحاد کا سرچشمہ بھی وہابیت ہی کو قرار دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

''والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی موجودہ کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت پھر نیچریت، پھر نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل، جو الحاد قطعی کی ہے، اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے، لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا، سرسید مرحوم کو بھی پہلی منزل

وہابیت کی پیش آئی تھی۔" (آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی مرتبہ عبدالرزاق ملیح آبادی، ص ۳۰۹)

مولوی "بشیر احمد" دیوبندی مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی پاکستان "خیر التنقید" کے حوالے سے لکھتے ہیں، عدم تقلید کفر وارتداد کا سبب ہے۔

"جناب (محمد حسین) بٹالوی صاحب (غیر مقلد کے وکیل) لکھتے ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر وارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہوجانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔" (اہل حدیث اپنے اکابر کی نظر میں، ص: ۱۰-۱۱)

محمد بن عبدالوہاب کے متبع، بعض علماء وہابیت عدم تقلید، رفع یدین اور آمین بالجبر کے نظریے پر قائم رہے، ان میں خاص نام عبدالحق بنارسی، میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن بھوپالی مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ نے تحریک غیر مقلدیت کو آگے بڑھایا۔

عبدالحق بنارسی سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے حلقہ بگوش میں تھے مگر کچھ ناشائستہ حرکتوں کی وجہ سے نکال دیئے گئے تھے اور بنارس آ کر انکارِ تقلید کے فتنے کو اس علاقے میں پھیلایا۔

میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالخالق صاحب لکھتے ہیں:

"سو بانی مبانی اس طریقہ احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے۔ جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے، بقول قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، شاگرد شاہ اسحاق دہلوی، مولوی عبدالحق صاحب بنارسی نے ہزارہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب (تقلید حنفیت) سے نکالا، اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہ حضرت علی سے لڑ کر مرتد ہوئی، اگر بے توبہ مری تو کافر مری اور صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں۔ ہم کو سب کی حدیثیں یاد ہیں،

صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے۔ صحابہ کو علم کم تھا۔" (تعارف علماء اہل حدیث' از: مولوی نعیم الدین دیوبندی' لاہور' ص ۲۶۔۲۷)

میاں نذیر حسین دہلوی مونگیر بہار کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۲۰ھ/۱۸۰۵ء میں سورج گڈھ گاؤں میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل ہیں انگریز گورنمنٹ نے شمس العلماء کا خطاب دیا تھا۔ تقلید کے خلاف معیار الحق نامی کتاب لکھی' انگریزوں کے خلاف جہاد کو ناجائز قرار دیا۔

دہلی میں غیر مقلدیت کو منظم تحریک کی شکل میں چلانے والے اور انکار تقلید کو فروغ دینے والے سب سے پہلے غیر مقلد یہی ہیں۔ "مفتی محمد شریف الحق امجدی" تحریر فرماتے ہیں:

"دِلّی میں مولوی نذیر حسین سورج گڈھی مونگیری نے دورۂ حدیث کے بہانے اپنے گرد طلباء کی بھیڑ اکٹھا کر لی۔ اپنے اسباق میں وہ وہابیت کے ساتھ غیر مقلدیت کا بھی زہر گھول کر پلایا کرتے تھے۔

چونکہ دِلی اس عہد میں اہم علماء کا مرکز تھا' بکثرت مدارس تھے' جن میں منتخب روزگار علماء درس دیا کرتے تھے۔ اس لئے پورے ہندوستان سے تحصیل علم کا شوق رکھنے والے دلی پہنچتے تھے۔ مگر کسی مدرسہ میں صرف حدیث پڑھانے کا التزام نہ تھا۔ میاں نذیر حسین صاحب نے صرف حدیث پڑھانے کا شغل شروع کیا' احادیث کی کشش طلبہ کو ان کے یہاں پہنچا دیتی تھی۔ جس سے وہ فائدہ اٹھا کر وہابیت اور غیر مقلدیت کی خفیہ تعلیم دیتے رہتے۔ جس کے نتیجے میں بہت سے سنی حنفی گھرانوں کے بچے میاں نذیر حسین صاحب مذکور کی تعلیم کے اثر سے وہابی غیر مقلد ہو گئے۔

مگر یہ کام خفیہ ہوتا تھا' اس کا اثر فوری طور پر عوام تک نہ پہنچا' جب میاں صاحب کے غیر مقلد مولوی اپنے اپنے وطن گئے یا اپنے دوسرے ٹھکانوں پر گئے تو انہوں نے وہابیت' غیر مقلدیت پھیلانی شروع کی جس کے نتیجے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں

شہر مقلدیت کا زہر پھیل گیا۔ غیر مقلدین کے کئی مدرسے قائم ہو گئے۔"

(تحقیقات، ج ۲، ص ۴۔۵)

تقلید کی ضرورت

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ ہر چیز کا شرعی حکم قرآن وحدیث میں صراحتہ مذکور نہیں ہے، بعض احکام اجتہاد ہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اجتہاد کی ضرورت مسلم ہے اور اجتہاد کی ترغیب قرآن مجید میں دی گئی ہے۔

وَأَنْزَلْنَا اِلیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون (سورہ نحل: ۴۴)

"اور ہم نے آپ کی طرف قرآن اتارا تا کہ آپ لوگوں سے وہ باتیں بیان کر دیں جو ان کے پاس بھیجی گئی ہیں اور تا کہ وہ بھی غور وفکر کریں۔"

جن باتوں میں غور وفکر کی ترغیب دی گئی ہے وہ وہی اجتہادی مسائل ہیں جن میں مجتہدین اجتہاد فرماتے ہیں۔

ایک بات اور بھی ہے کہ ہر ایک مسلمان عالم نہیں ہوتا۔ یا عالم ہو تو اتنا بڑا عالم نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک عالم کے پاس اتنی زیادہ ذہانت وفقاہت ہی ہوتی ہے کہ وہ خود سے اجتہاد کر کے حکم شرعی معلوم کر سکے، اس لئے اسے دوسرے سے دریافت کر کے اس کی تقلید کرنی پڑے گی۔ قرآن میں دریافت کرنے کا حکم بھی موجود ہے۔

فَاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (سورۂ انبیاء ۱۴)

اگر تم نہ جانتے ہو تو جان کاروں سے پوچھ لیا کرو۔

حدیث میں بھی پوچھنے کی بات کہی گئی ہے۔

انما شفاء العی السوال

عاجز کی شفا پوچھنے میں ہے

خلاصہ یہ ہے کہ عام مسلمان جو قرآن وحدیث سے براہ راست شرعی احکام کا استخراج نہیں کر سکتے، انہیں کسی مجتہد سے وابستہ رہنا یعنی اس کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

تقلید کا مطلب

تقلید کا لغوی معنی، گلے میں پٹہ ڈالنا ہے۔

تقلید کا شرعی معنی، دلیل میں نظر کیے بغیر غیر کی بات پر عمل کرنا (التعریفات للجرجانی، ص ۱۴)

یعنی شرعی احکام جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ مسائل میں کسی مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا۔

تقلید کس پر واجب ہے

مکلف مسلمان دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) مجتہد (۲) غیر مجتہد (مقلد)

مجتہد: وہ ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت ہو کہ قرآنی اشارات و رموز سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے، اس سے مسائل نکال سکے، ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علم صرف و نحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو، اس کے علاوہ ذکی اور خوش فہم ہو۔ (تفسیرات احمدیہ وغیرہ، بحوالہ جاء الحق ۲)

غیر مجتہد یا مقلد: جو مسلمان مذکورہ اوصاف کا حامل نہ ہو وہ غیر مجتہد اور مقلد ہے، جس پر مجتہد کی تقلید ضروری ہے۔

چاروں مذاہب فقہ حق ہیں:

شیخ محقق فرماتے ہیں:

"تمام مجتہدین صواب پر ہیں اور تمام مذاہب عمل کے اعتبار سے حق ہیں، جیسے کہ ہر مجتہد مصیب ہے، اور اپنے اجتہاد کے فیصلے پر عمل کرنے کا پابند ہے، یہی ہر مجتہد کے مقلدین کا حال ہے۔" (ایضاً ص ۲۹۹)

چاروں مذاہب کی مثال

شیخ فرماتے ہیں: ''یہ حکم' مسائل فرعیہ (نماز' روزہ' حج اور زکوۃ وغیرہ مسائل) میں ہے' جہاں تک اصول اعتقادیہ کا تعلق ہے' ان پر چاروں امام متفق ہیں' فللہ الحمد۔ نظر انصاف میں چاروں مذہبوں کی مثال ایک گھر کے چار دروازوں کی ہے' انسان جس دروازے سے داخل ہو' گھر تک پہنچ جائے گا۔'' (ایضاً' ص ۲۹۹)

غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ

غیر مقلدین' جو تقلید کے منکر و مخالف ہیں' وہ بھی تقلید پر مجبور ہیں' کیوں کہ تقلید ایک فطری ضرورت ہے جس سے چاہ کر بھی چھٹکارا نہیں مل سکتا' ہر آدمی بہر حال مقلد ہے' چاہے اپنے کو غیر مقلد ہی کہتا ہو' ایک غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں حیدر آبادی (متوفی ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء) کو اپنے غیر مقلد بھائیوں سے اسی چیز کا شکوہ ہے کہ وہ غیر مقلد ہو کر بھی تقلید کرتے ہیں۔

ہمارے اہلحدیث (غیر مقلد) بھائیوں نے ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ/ ۱۳۲۸ء) ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء) شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) اور محمد بن عبدالوہاب اور نواب صدیق حسن کو دین کا ٹھیکیدار سمجھ رکھا ہے، جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے، اور برا بھلا کہنے لگے۔۔۔ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابو حنیفہ، شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟

(ابن وحید الزماں از محمود حلیم چشتی، ص: ۱۰۲)

تحریک وہابیت کی ابتداء، عروج وارتقاء اور اس کے نو پید اعقائد و نظریات سے متعلق یہ چند سطریں، جواں سال، تازہ علم، تازہ دم اور حوصلہ مند عالم دین اور مصنف حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین علیمی قادری کی زیر نظر کتاب کی تقدیم کے طور پر تحریر میں آگئیں۔

فرقۂ وہابیت کی پیدائش:

دنیا کا عجب دستور ہے اپنے عیبوں کو چھپانے کے لئے دوسروں پر الزام لگانا ایک معمولی بات خیال کی جاتی ہے، وہابی چونکہ خود ہی عقائد باطلہ رکھتے ہیں اور پوری امت مسلمہ سے الگ ہٹ کر اپنا نیا نیا طریقہ اور نظریہ پیش کرتے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ یہ ساری خرافات اسلام کا لبادہ اوڑھ کر بلکہ سچا پکا مسلمان ہونے کا دعویدار بن کر مسلم عاشرے میں پھیلا رہے ہیں اس لئے علماء حق پر اور اسلامی معتقدات و مسلمات پر اعتراضات کر کے اپنی اصلیت چھپاتے ہیں، لہٰذا میں صرف یہ بتا کر آگے بڑھ جاؤں گا کہ یہ باطل نوزائیدہ فرقہ کب پیدا ہوا لیجئے ملاحظہ کیجئے دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے:

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتل وقتال کیا۔" (شہاب ثاقب، ص:۴۲)

اس بیان سے تو یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ خود وہابیت کی یہ پیدائش تیرہویں صدی میں ہوئی ہے۔ اور وہی نیا فرقہ ہے نہ کہ بریلویت اب مولوی مستقیم کو ہوش کے ناخن لینا چاہیے اور چاند پر تھوکنے کی ناپاک کوشش سے باز آجانا چاہیے۔

پہلے اپنے جنوں کی خبر لو　　　پھر مرے عشق کو آزمانا

کلمہ رضی کا استعمال اور غیر مقلدین:

تقلید شخصی کے مصنف نے لکھا ہے:

"دیکھو مذہب اسلام میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس خطاب رسول اللہ کے پیارے ساتھیوں کو دیا گیا ہے مگر اس دھرم میں ہر گرا پڑا گلا سڑا لولا لنگڑا اندھا اپاہج سڑی دیوانہ مرنے کے بعد رضی اللہ عنہ ہو جاتا ہے۔" (تقلید شخصی، ص:۱۷)

ایک ہم ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ہر سنجیدہ طبقہ سرگریباں ہے کہ آخر غیر مقلدین کا

بازاری بھانڈوں کی طرح اپنے سوقیانہ پن کے اظہار سے کیا حاصل ہے؟ کسی کے نظریہ پر اعتراض کرنے کا یہ کونسا طریقہ ہے جسے ان وہابی شریفوں نے اپنا کر اپنی کیفیت باطنی کا پتہ دیا ہے ویسے اس پر ہمیں کچھ تبصرہ نہیں کرنا ہے کہ ان کا انداز گفتگو اور اسلوب تحریر کیا ہے۔

بزرگ عالم اشرف علی تھانوی کا بیان ضرور نقل کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں:

''اور ایک چیز کا تو ان (غیر مقلدوں) میں نام ونشان نہیں وہ ہے ادب، نہایت ہی گستاخی اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔''

(افاضات یومیہ، ج:۴، ص:۲۴)

مزید کہتے ہیں: ادب اور تہذیب ان کو چھو بھی نہیں گئے۔ (افاضات یومیہ، ج:۱، ص:۲۲۲)

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا

غیر مقلدیت ومرزائیت کا رشتہ:

مرزائیت وغیر مقلدیت کے باہمی اٹوٹ رشتے کی بھی ایک جھلک پیش کر دی جائے تاکہ مولوی مستقیم اور ان کی برادری پھر کبھی تبرا کرنے کی جسارت نہ کرے اور اگر کرنا چاہے تو پہلے آئینے میں اپنا منہ دیکھ لے اب مزید کچھ نہ کہہ کر ان کے اندرون خانہ کا حال ذکر کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔

مرزا قادیانی کا نکاح۔۔۔میاں نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا:

مؤلف تاریخ احمدیت رقم طراز ہیں:

''شادی کی تاریخ طے پا گئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزائی قادیانی) دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر ومغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین دہلوی نے گیارہ سو روپے پر نکاح پڑھا جو ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی میں بیٹھ کر آئے، حضرت مسیح موعود علیہ

اسلام نے اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلی اور پانچ روپے بطور ہدیہ دیئے۔‘‘

(تاریخ احمدیت ج:۲،ص:۵٦، بحوالہ تعارف اہلحدیث ص:۱۲۹)

قارئین کرام! اگر آپ کے دل میں رائی کے برابر بھی انصاف ہے تو بتایئے مرزا قادیانی سے گہری ربط کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ چلنے پھرنے سے معذور ہونے کے باوجود نکاح پڑھانے کے لئے ڈولی سے آرہے ہیں اور ہدیہ وتحفہ قبول کررہے ہیں، یہ میاں صاحب وہی ہیں جو غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل ہیں اور ان کی مدح وثنا میں پوری برادری رطب اللسان رہتی ہے۔ اب مولوی مستقیم یہ فیصلہ کریں کہ مرزائی نواز کون ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی یا میاں نذیر دہلوی؟

مرزائی کی اقتداء میں نماز درست، ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ:

مشہور غیر مقلد امام مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

’’میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے (نماز میں) اقتدا جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔‘‘ (اخبار اہلحدیث،۱۲/اپریل ۱۹۱۵ء بحوالہ تعارف اہلحدیث)

غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری کا استاذ قادیانی تھا:

جناب ایک مشہور غیر مقلد عالم اور اپنی جماعت کے بہت مخلص وسرگرم رکن تھے، انہوں نے خود آپ بیتی لکھی ہے اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

’’درزی کا کام کچھ عرصہ حافظ غلام صاحب وزیرآبادی سے بھی سیکھا ہے اس کے حاشیہ میں خود ہی لکھا ہے۔

یہ حافظ صاحب مرزائی خیال تھے۔ (الجسر البلیغ ص:۲، بحوالہ تعارف اہلحدیث)

مرزا قادیانی اور اکثر مرزائی پہلے غیر مقلد تھے۔

عنایت اللہ اثری لکھتے ہیں: ’’ایک صاحب نے فرمایا کہ میں ربوہ سے آپ کی خدمت میں

حاضر ہوا ہوں انہوں نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ اکثر اہلحدیث احمدی ہوئے ہیں میں نے کہا کہ مرزا صاحب تو حنفی تھے فرمایا نہیں وہ بھی اہلحدیث ہی تھے۔"

(العطر البلیغ، ص:۵۶، بحوالہ سابق)

اب مولوی صاحب سے صرف اتنا کہنا چاہوں گا

تبصرہ غیر کے کردار پہ کرنے والے ۔۔۔ کیا تیری خود سے ملاقات نہیں ہوتی ہے

کیا غیر مقلدوں کو عرب سے محبت ہے؟

حضرات! اس وقت بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدوں کے اس دعویٰ کی قلعی کھول دی جائے کہ ان کو عرب سے بہت محبت ہے! تاکہ آپ حضرت پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے کہ ان ہوس پرستوں کو صرف اور صرف اپنی مطلب برآری سے محبت ہے نہ تو انہیں ایمان پیارا ہے اور نہ ہی کعبہ اور بطحا عزیز ہے، چنانچہ انہیں کے ہم خیال ایک دیوبندی عالم کے مندرجہ ذیل انکشافات سے بات بڑی حد تک صاف ہو رہی ہے وہ لکھتے ہیں:

"یہ جذبہ محبت ان خود غرض زر پرستوں کے دلوں میں اس وقت سے پیدا ہوا جب سے عرب کی زمین "کالا سونا" اُگلنے لگی اور اس کے بڑے بڑے ذخائر دریافت ہونے لگے اور عربوں کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ دولت و ثروت سے مالا مال کر دیا۔ ہر لامذہبی غیر مقلد عربوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وہابیت اور سلفیت کو اپنے لئے کلاہ افتخار تصور کرنے لگا تاکہ سیال سونے کے جو چشمے عرب کی سرزمین پر اُبل رہے ہیں ان کی کوئی نہر ان کی وادیٔ غیر ذی زرع کی طرف بھی نکال دی جائے جس کے ذریعہ انڈو پاک میں جاری تخریبی سرگرمیوں کو برق رفتاری عطا کی جا سکے۔ (آئینہ غیر مقلدیت، ص:۴۸)

مزید ایک جگہ اور لکھا ہے:

"اللہ اکبر، خدا کی شان بھی کیسی عظیم ہے؟ کیسے کیسے لوگوں کو اس دنیا میں پیدا کرتا ہے وہ لیل ونہار میں کس طرح اُلٹ پھیر کرتا ہے؟ درہم و دینار میں بھی عجیب تاثیر رکھی ہے، جو لوگوں

ے دلوں کے مالک بن جاتے ہیں کوئی ایک فرد کیا معنی؟ پوری قوم کو پل بھر میں پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ (ایضا ص:۱۱۶)

اسی طرح یہ اقتباس بھی دعوت فکر دے رہا ہے:

''ان (غیر مقلدین) کی اس محبت کا اس جنس محبت سے کوئی تعلق نہیں جو ایمان کی علامت ہے یعنی اللہ کے لئے یہ محبت ہرگز نہیں بلکہ اس محبت اور اس دوستی کی اساس اور بنیاد خالص ذاتی اور مادی منافع پر رکھی گئی ہے، دنیا اور دولت کے پجاری ان خود غرض لوگوں کے دلوں میں یہ محبت اور دوستی اس وقت سے شروع ہوئی جب سے عرب کی سرزمین سیاہ سونا) (پٹرول) اُگلنے لگی وہاں کے باشندوں میں مالداری کے آثار ظاہر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر مال و دولت اور نعمتوں کی بارش اور فراوانی کردی۔'' (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص:۱۰۵)

ان ساری عبارتوں کو نقل کر کے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج غیر مقلدین بڑے زور و شور سے جو سعودیہ عربیہ کی سُر میں سُر ملا کر گلا پھاڑ رہے ہیں اور عرب کی محبت کا جو دم بھر رہے ہیں وہ اس لئے نہیں کہ وہاں سے مذہب اسلام پھیلا اور وہ ہمارا مرکز عقیدت و محبت ہے بلکہ ان کی محبت صرف اور صرف حصول مال و زر کے لئے ہے جیسا کہ انہیں کے ہم عقیدہ عالم دین کے اقتباسات سے ظاہر ہے، اور اب آخر میں ہم ماہنامہ اہلحدیث دہلی کے غیر مقلد ایڈیٹر کا وہ تبصرہ نقل کر رہے ہیں جو انہوں نے اپنی جماعت کے کرتوتوں کو دیکھ کر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے واضح لفظوں میں کیا ہے اور جس سے اصل حقیقت پر ضرور کچھ نہ کچھ روشنی پڑتی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ہماری جمعیت مسلک کی دعوت و تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ روپیہ، اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کا ذریعہ بن گئی ہے عوام کو بے وقوف بنایا جارہا ہے اور مسلک و جماعت کے نام اور منصب کا بلیک میل کیا جارہا ہے جس شخص کے پاس جمعیت کا عہدہ اور منصب ہو وہ پہلے اس کے ذریعے عرب دنیا میں چمکتا ہے پھر اپنے کاروبار کو وسیع کرتا ہے کیونکہ اس منصب کے ذریعہ ویزا اور

عرب شیوخ تک رسائی بہر حال آسان ہو جاتی ہے" (مجلہ اہلحدیث ص، مارچ ۱۹۹۰ء)
مولوی صاحب! یہ ہے آپ کی اصلیت جس کا برملا اظہار کرنے والے بریلوی نہیں خود آپ ہی کے اپنے ہیں اب اگر کچھ بھی غیرت وحمیت ہو تو اپنے کردار پر نظر ثانی کیجئے اور دوسروں کو کوسنے کے بجائے اپنی خبر لیجئے کسی پر ناحق بہتان لگانا ذلت ورسوائی کو دعوت دینا ہے۔

بھلا سوچئے تو صحیح کیا غضب ہے کہ اگر سنی حضرات عرب میں رہنے والے ظالموں، یہودیوں، سعودی درندوں اور گمراہوں کی مخالفت کریں تو اس کو کعبہ اور بطحا کی دشمنی بتایا جارہا ہے گویا غیر مقلدوں کے یہاں عرب کے رہنے والے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، ابوجہل، ابولہب، وغیرہ کافروں، مرتدوں کی مذہب کو جائے تو یہ مکہ اور مدینہ کی مخالفت ہے، اسی کو کہتے ہیں ضد، ہٹ دھرمی، حماقت، گمراہی اور عقل وخرد کا دیوالیہ پن۔

اتنی تفصیل کے بعد اب مزید یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ عرب کی محبت کا دم بھرنے والے غیر مقلدین عرب کی تئیں کتنے مخلص اور بے وفا ہیں۔

عاقل کے لئے کافی ہے اک حرف اشارہ
کافی نہیں ناداں کو دفتر نہ رسالہ

اہلسنت کو آل سعود سے نفرت کیوں؟

حضرات! اہلسنت کو آل سعود اور شیخ نجدی سے بلاشبہ عداوت ہے اور رہے گی کیونکہ ان لوگوں نے اسلام ومسلمین کی شان وشوکت کو پامال کیا ہے اور کررہے ہیں علماء حق کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور بنارہے ہیں اسلامی آثار اور مذہبی اقدار وشعار کی نیست ونابود کیا اور کررہے ہیں صحابہ کرام اولیاء عظام اور علماء اسلام کی تحقیر وتذلیل منصوبہ بند طریقے سے کررہے ہیں۔ اور ایک ایک کرکے اسلامی نشانی مٹارہے ہیں، جس کی تفصیل آرہی ہے۔ اب ایسے کربناک مظالم ڈھانے والے درندوں کے ساتھ مسلمان عداوت نہیں

رکھیں گے تو کیا محبت کریں گے؟ ان سے محبت وہی لوگ کر سکتے ہیں جو درحقیقت اسلام دشمن اور مسلمانوں کے بدخواہ ہوں گے کوئی مسلمان ان سے محبت نہیں کرے گا اور اگر اہلسنت ان نجدیوں سے نفرت کرے تو یہ عین محبت عرب کی علامت ہے کیونکہ اہل حرمین بھی ان ظالموں سے نفرت کرتے ہیں جیسا کہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی نے لکھا ہے:

"الحاصل وہ (شیخ نجدی) ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا نہ یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس ہے نہ ہنود، غرضیکہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے۔

"اور بیشک جب اس نے ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیے، وہ لوگ یہود ونصاریٰ سے اس قدر رنج وعداوت نہیں رکھتے، جتنی وہابیہ سے رکھتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب، ص:۴۲)

اب مولوی صاحب بتائیں کہ اہلسنت کا نجدی ظالموں سے دشمنی رکھنا عرب کی نسبت ہے یا عداوت ہے اور خود اپنے بارے میں سوچیں کہ پورا عرب جن خونخواروں کو یہود ونصاریٰ سے برا جانتا ہے ان سے دوستی کی پینگیں بڑھا کر آخر عرب سے کس محبت کا ثبوت دے رہے ہیں:

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استدلال کی حقیقت:

مولوی صاحب نے چار دن قربانی کے ثبوت میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے اور حنفیوں کو للکارتے ہوئے اس کے جواب کا مطالبہ کیا ہے، شاید برخودار کو اپنی حیثیت یاد نہیں رہی یا پھر کوئی آسیب سوار ہو گیا تھا

جو پیٹھ ٹھونک کر میدان میں آنجناب کو بھیج دیا ورنہ بحالت ہوش وحواس اس طرح کی جرأت کبھی نہ کرتے۔۔۔ آیئے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے پھر اس کی استدلالی حیثیت پر گفتگو سماعت کیجئے گا ارشاد حدیث ہے:

"ایام التشریق کلھا ایام ذبح

ایام تشریق کل کے کل قربانی کے دن ہے۔" (تقلید شخصی، بحوالہ بیہقی، ص:۶۸)

اس حدیث کو بطور دلیل پیش کرنا نہ تو اصول حدیث کے اعتبار سے درست ہے اور نہ ہی غیر مقلدوں کے ضابطہ کے پیش نظر درست ہے بلکہ اس سے استدلال کرنا چند وجوہ سے غلط ہے ہم ان کو نمبروار درج کرتے ہیں:

(اول) یہ حدیث منقطع ہے محدثین اور شارحین حدیث نے اس کی وضاحت فرمائی ہے چنانچہ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

"قال ابن کثیر ھکذا رواہ احمد وھو منقطع فان سلیمان بن موسی الاشدق لم یدرک جبیر بن مطعم"

"ابن کثیر نے فرمایا کہ اس حدیث کو اسی طرح امام احمد نے روایت کیا ہے اور یہ منقطع ہے کیونکہ سلیمان بن موسیٰ اشدق کو جبیر بن مطعم سے لقاء ثابت نہیں ہے۔" نصب الرایہ، ج:۳، ص:۶۱)

مرکز فتنہ کون؟ نجد یا عراق:

فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ العالی نے اپنی کتاب غیر مقلدوں کے فریب میں کتب احادیث وسیر کے حوالوں سے یہ بتایا ہے کہ عرب کے مشہور مقام نجد سے فتنوں اور زلزلوں کے رونما ہونے کی پیشن گوئی مخبر صادق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پہلے ہی فرمادی تھی۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق بارہویں صدی ہجری میں خطہ نجد سے ایک بھیانک فتنہ ابن عبدالوہاب نجدی کی شکل میں ظاہر ہوا اس

لینے نے امت مسلمہ کے درمیان جوتباہیاں برپا کی وہ ایک دردناک تاریخ ہے جس کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آجاتا ہے اور روح کانپ اٹھتی ہے رنج والم کی اس تاریخ کو سینکڑوں علماء اسلام نے قلمبند کیا ہے اور فتنہ وہابیت سے مسلمانوں کو بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

مگر آج کل کے غیر مقلد مولوی جو نجدی ریالوں پر پل رہے ہیں اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے جس جگہ سے فتنوں کے ظہور کی خبر دی تھی وہ نجد کا وہ حصہ ہے جہاں ابن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا تھا اور مذہب وہابیت کی بنیاد ڈالی تھی، بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ جگہ ملک عراق ہے۔

وہابیوں نے اپنے اس باطل نظریہ کی تائید میں جوگل کھلائے ہیں وہ قابل دید ہیں مگر اسب سے زیادہ حیرت کا مقام یہ ہے کہ خود کو اہل حدیث کہلانے والے ان عیاروں نے حدیثوں میں بھی تحریف کرنے کی ناپاک جسارت کرڈالی اور چند نجدی سکوں کے عوض اپنا دین وایمان داؤں پر لگادیا، بھلا سوچئے تو صحیح کس قدر حرماں نصیبی اور شقاوت قلبی کی بات ہے کہ دنیا کی چندروزہ زندگی کے عیش وآرام کی خاطر احادیث طیبہ کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے اور اللہ اور رسول کی لعنت اپنے سر لی جائے۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

حضرات! فتنۂ وہابیت سے متعلق بے شمار کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں ان کا مطالعہ کیجئے حقیقت خود بخود واضح ہوجائے گی، تاریخ نجد وحجاز، گنبد خضراء، آشوب نجد، خصوصاً شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی تحقیقی تصنیف فتنوں کی سرزمین کون؟ نجد یا عراق کے مطالعہ کے بعد پھر اس موضوع پر مزید کچھ اور دیکھنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوگی۔

ہم آپ کی تسلی کے لئے مولوی مستقیم کی ہی پیش کردہ حدیثوں کی نقل کرکے اصل حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ خود فیصلہ کرسکیں کہ حضور کس کے ساتھ ہے۔ مولوی صاحب نے چند حدیثوں کو نقل کرکے بزعم خویش یہ ثابت کردیا ہے کہ فتنوں کی سرزمین عراق

ہے اور عراق ہی کے بارے میں رسول اللہؐ نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

''سوال یہ ہے کہ وہ کون سا نجد ہے جسے رسول اللہؐ نے فتنوں کی سرزمین کہا ہے، اسے معلوم کرنے کے لئے ان حدیثوں کو ملاحظہ کیجئے۔

1- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ایمان یہاں پر ہے۔(یمن میں) ایمان یہاں پر ہے (یمن میں) اور سنو سخت مزاجی اور سنگ دلی اونٹوں اور بیلوں کے پیچھے چیخنے چلانے والے ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں ہے جہاں شیطان کی دو سینگیں نکلتی ہیں۔

2- ایمان دراصل یمنی ایمان ہے کفر مشرق کی سمت ہے۔

3- فخر ومباہات اور اتراہٹ مشرقی سمت میں آباد اونٹوں والے کاشتکاروں میں ہے۔

ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ فتنہ کی سرزمین جو نجد ہے وہ نجد عراق ہے۔ (تقلید شخصی، ص ۱۷)

کچھ سمجھا آپ لوگوں نے؟ اسی کو کہتے ہیں مارے گھٹنہ پھوٹے سر۔۔۔ بھلا بتائیے ان حدیثوں میں کون سا جملہ ہے جس سے واضح ہو گیا کہ فتنوں کی جگہ نجد نہیں عراق ہے۔ یہ کھلی ہوئی دھاندلی ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔

بہر حال مذکورہ عبارت سے اتنا تو واضح ہو گیا کہ مولوی صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ حضورؐ نے بلاشبہ نجد سے فتنہ اور زلزلہ رونما ہونے کا برملا اظہار فرما کر امت کو اس کی ہلاکت خیزیوں سے چوکنا کر دیا ہے، البتہ مولوی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ حدیث کا مصداق وہ نجد نہیں ہے جو ابن عبدالوہاب نجدی بانی مذہب وہابیت کی جائے پیدائش ہے اور جہاں سے فتنہ وہابیت نے جنم لیا ہے بلکہ اس کا مصداق ملک عراق ہے اور اسکے لئے انہوں نے پہلے حضرت سعید خدری کی ایک روایت پیش کی ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے۔

''اور سنو! سخت مزاجی اور سنگدلی اونٹوں اور بیلوں کے پیچھے چیخنے والے ربیعہ ا

مضر کے لوگوں میں ہے جہاں شیطان کی دو سینگیں نکلتی ہیں۔"

اس حصہ کو پھر ایک مرتبہ بغور پڑھ لیجئے اس میں دو قبیلوں کا تذکرہ ہے ایک ربیعہ اور دوسرے مضر کا، اور انہیں دونوں قبیلوں سے دو فتنے نکلنے کی خبر حدیث میں مذکور ہے اب آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ ان دونوں قبیلوں کا آبائی وطن کہاں تھا اور یہ اصل میں کہاں کے باشندے تھے پھر اس بات کی تحقیق پیش کی جائے گی جن دو فتنوں کے نکلنے کی خبر حضور نے دی تھی وہ کسی قبیلے سے اور کہاں سے نکلے۔

قبیلہ ربیعہ ومضر کا آبائی وطن نجد تھا نہ کہ عرق:

قبیلہ ربیعہ کے متعلق نجدی شہنشاہوں کا ایک کاسہ لیس لکھتا ہے۔

"ربیعة بن نذار ملک نجد و ماوالاه الی الیمن"

"ربیعہ بن نزار نجد سے یمن تک کے بادشاہ تھے۔" (مثیر الوجد فی انساب ملوک نجد ص:۳۱)

اس کے حاشیہ میں ہے:

"کانت دیار شعب ربیعة بلادنجد وتهامه و الیمامة و الحرین الی العراق"

"ربیعہ کی شاخوں کی بستیاں نجد، تہامہ، یمامہ، بحرین میں تھیں عراق تک۔ (حوالہ مذکورہ)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ربیعہ کی رہائش گاہیں نجد وغیرہ تھیں ان میں عراق داخل نہیں ہے ورنہ الی العراق کے بجائے والعراق ہوتا اسی طرح ماوالاہ الی الیمن کا جملہ بھی اس کی تائید کر رہا ہے کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نجد کا جو حصہ یمن سے ملا ہوا ہے اور نقشہ اٹھا کر دیکھ لیجئے سعودی مملکت ہی کی سرحد یمن سے ملتی ہے عراق کی کوئی سرحد یمن سے نہیں ملتی ہے اس سے بالکل صاف صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اسی نجد میں آباد تھے جو عہد رسالت میں نجد کے نام سے مشہور تھا اور جہاں سے فتنہ پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے نجد سے عراق مراد لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی محمد بن عبدالوہاب نجدی بول کر ابلیس مراد لے۔

قبیلہ ربیعہ کے آبائی وطن کے بارے میں معلوم ہو جانے کے بعد آیئے مضر کے متعلق بھی سنتے چلئے ایک غیر مقلد مولوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے قبیلہ بن تمیم بن مرہ کے متعلق لکھا ہے۔

بنی تمیم بن مرہ قبیلہ مضر کی شاخ ہے بادیہ نجد میں آباد تھے۔ (بحوالہ فتنوں کی سرزمین کون، ص:۸۸)

اس تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ قبیلہ ربیعہ ومضر نجد میں آباد تھے نہ کہ عراق میں البتہ بعد میں اس قبیلے کی چند شاخیں کوفہ وغیرہ میں آ کر آباد ہو گئی تھیں تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔

ربیعہ ومضر سے نکلنے والے دو عظیم فتنے:

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ جس قبیلے سے فتنوں کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے وہ نجد ہے میں آباد تھے نہ کہ عراق میں تو اب یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ انہیں دونوں قبیلوں سے وہ دو بھیانک فتنے بھی نکلے تھے جن کی پیش گوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے کی تھی۔

فتنہ اول مسیلمہ کذاب:

نجد سے اٹھنے والے فتنوں میں سب سے خطرناک اور بھیانک فتنہ مسیلمہ کذاب تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت زور پکڑ لیا خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابۂ کرام کے اجماع اور مشورے سے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوبیس ہزار لشکر کی مدد سے اس کی سرکوبی کے لئے جہاد کیا مسیلمہ چالیس ہزار لشکر جرار کے ساتھ مقابلے پر آیا مگر خدائی مدد کے آگے ناکام ہوا اور جہنم رسید ہوا، اس عظیم جہاد میں بارہ سو صحابہ وتابعین نے اٹھائیس ہزار منکرین ختم نبوت محمدی کو جہنم رسید کر کے جام شہادت نوش کیا اور اپنی

قیمتی جانوں کی قربانی دے کر اس نجد فتنے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔

مسیلمہ کذاب قبیلۂ ربیعہ سے تھا:

صوبہ نجد کا ایک مقام عینیہ کہلاتا ہے قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ بنی بکر بن وائل ہے جو اس جگہ آباد تھی اس قبیلہ میں مقام عینیہ میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب پیدا ہوا تھا اور غیبی خبر دینے والے آقا نے اسکے ذریعہ پیدا ہونے والے فتنہ انکار ختم نبوت کی خبر دے کر اپنی امت کو متنبہ کر دیا تھا چنانچہ صحابہ کرام نے اس فتنہ کو فنا کے گھاٹ اتار دیا، اس قبیلہ سے متعلق ایک غیر مقلد مولوی نے لکھا ہے۔

''بنی بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کی شاخ ہے شمال مشرق جزیرہ عرب میں آباد تھے۔''

(فتنوں کی زمین کون؟ ص:۹۱)

آل سعود بھی قبیلۂ ربیعہ سے ہیں:

قارئین کرام! آپ کو یہ بھی بتا تا چلوں کہ آج غیر مقلدین کے آقائے نعمت اور ظل اللہ ابن سعود جنہوں نے برطانیہ سے پیکٹ کر کے سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ کیا اور جزیرہ عرب کے غاصب و ظالم فرمانروا بن بیٹھے وہ بھی اسی مذموم قبیلے ربیعہ کے افراد ہیں چنانچہ ایک نجدی کارندے کا بیان چشم عبرت سے پڑھنے کے قابل ہے لکھتا ہے۔

''ومن ربیعة یبدا التسلسل وصولا الی نسب آل سعود''

''ربیعہ سے آل سعود کی نسب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔''

(مثیر الوجدانی انساب ملوک نجد، ص:۱۰)

ربیعہ کی حکومت اسلام کی ذلت کا سبب ہے:

بہت برمحل ہوگا اگر قبیلہ ربیعہ کے متعلق مئو کے ایک غیر مقلد مولوی کا بیان

بھی نقل کر دوں اس نے لکھا ہے:

''کنز العمال میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ قبیلہ ربیعہ کو جب بھی عزت وتمکنت حاصل ہوگی تو اسلام کو ذلت ورسوائی کا سامنا ہوگا۔''

(بحوالہ فتنوں کی زمین کون، ص:۸۸)

بالکل حق اور صحیح لکھا ہے واقعی ایسا ہی ہے آپ سعودی حکومت کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ جب سے آل سعود کو جزیرہ عرب کی حکومت ملی ہے اس وقت سے لے کر آج تک یہود ونصاریٰ اور خود آل سعود کے ہاتھوں مسلسل اسلام ومسلمین کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ہر آنے والے دن میں سعودی ہیولے سے کوئی نہ کوئی ناپاک فتنہ جنم لے کر مسلمانوں کی تباہی وبربادی کا سبب بنتا ہے ہم مختصراً سعودی حکومت کے ذریعہ اسلام ومسلمین کی ہونے والی ذلت ورسوائی کی کہانی خود سعودی ایجنٹ غیر مقلدوں کی زبانی پیش کر رہے ہیں، کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھئے اور انصاف ودیانت کا دامن تھام کر فیصلہ کیجئے کہ حق بجانب کون ہے۔

مدینہ منورہ کی بے حرمتی:

مرزا حیرت غیر مقلد نے لکھا ہے:

۱۸۰۲ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعود بن عبد العزیز کے قبضے میں آگیا مدینہ کے لئے اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک ابال آیا کہ اس نے مقبروں سے گزر کر خود نبی اکرم کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت برباد کر دیا اور اس چادر کو اٹھا دیا جو آپ کے مزار مقدس پر پڑی رہتی تھی۔ (حیات طیبہ، ص:۳۰۵)

غیر مقلدوں کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے۔

"سعود بن عبدالعزیز پھر مدینہ منورہ آ گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور اس کے خزائن اور دفائن سب لوٹ کر درعیہ کو لے گیا اور عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک لوگ حج سے محروم رہے اور شام و عجم کے لوگوں کو حج نصیب نہ ہوا۔

(ترجمان الوہابیہ، ص:۳۶)

مکہ معظمہ کی بے عزتی:

ایک نجدی ترجمان سردار حسنی نے لکھا ہے:

"انہیں (سعودی لٹیروں کو) اصرار تھا کہ اگر مکہ کے مشرکین (یعنی وہاں کے مسلمان باشندے) بچ جائیں تو بچ جائیں لیکن مقابر و مزارات ضرور منہدم کر دیئے جائیں گے اور مساجد کی آرائشیں ضائع کر دی جائیں گی چنانچہ حرم کے تمام مقدس مزارات جو صدیوں سے زائرین کے مرجع رہے آن کی آن میں تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ (حیات سلطان عبدالعزیز، ص:۱۵۵)

نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:

"۱۸۰۷ء میں عبدالعزیز نے مکہ پر چڑھائی کے لئے اپنے بیٹے سعود کی کمان میں ایک لشکر روانہ کیا سعود لشکر لے کر چلا مکہ پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا اور مکہ والوں کا تین مہینہ تک محاصرہ کئے رہا کسی کو اس سے مقابلے کی طاقت نہیں ہوئی شہریوں پر راستے تنگ ہو گئے اور غذائی اشیاء ختم ہو گئیں اس لئے اطاعت پر مجبور ہوئے۔

(التاج المکلل، ص:۳۰۴)

طائف کی ذلت و رسوائی:

نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:

''اس (سعودیوں) نے طائف پر ایک لشکر بھیج کر بزور قوت اس پر تسلط حاصل کیا کربلا کی طرح یہاں بھی شہریوں کو تہ تیغ کیا اور ان کے خزانوں پر قبضہ کیا کوئی ایک متنفس بھی اپنی جان نہ بچا سکا۔''

(التاج المکلل، ص:۳۰۳)

علم، علماء اور صحابہ کرام کی تحقیر:

''آج جو لوگ سعودیہ عربیہ جا چکے ہیں وہ اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے ہوں گے کہ ان سعودی ظالموں نے تمام صحابۂ کرام کے مزارات کو منہدم کر دیا ہے اور ان کے مکانات کو آفس، دفتر، لائبریری اور معاذ اللہ بیت الخلاء میں بدل ڈالا ہے بے شمار علماء کرام جیل کی تاریک کوٹھریوں میں ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں اور دو وظائف کی کتابیں مثلاً دلائل الخیرات شریف وغیرہ کو پاتے ہی جلا ڈالتے ہیں کنز الایمان جو قرآن شریف کا انتہائی مستند و معتبر ترجمہ ہے اور جو قرآن کی آیتوں کے نیچے لکھا رہتا ہے اسے ہزاروں کی تعداد میں جلوا ڈالا ہے بے شمار علماء اہلسنت کی کتابوں کا نذر آتش کر کے بدبختی کا مظاہرہ کیا۔''

(اخبارات ومشاہدات)

حضرات! آپ ان اقتباسات کو بار بار پڑھئے اور غور کیجئے کہ رسول اللہ کا یہ ارشاد گرامی کس طرح حرف بہ حرف صحیح ہو رہا ہے کہ ربیعہ کی عزت و تمکنت سے اسلام کو ذلت و رسوائی اٹھانی پڑے گی آج آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ عرب کی مقدس سرزمین پر یہود و نصاریٰ اپنے ناپاک وجود سے غلاظت پھیلا رہے ہیں خنزیر کھاتے ہیں زنا کرتے ہیں صلیب کی پوجا کرتے ہیں شراب پیتے ہیں، بے قصور عراقی بچوں،

عورتوں، بوڑھوں، اور جوانوں کو گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں اور ان سعودیوں کی ہی بدولت عراقی قوت اور شان وشوکت نیست ونابود کررہے ہیں یہ ہے ربیعہ کی حکومت سے اسلام کی ذلت ورسوائی۔

کیوں اب بھی یہی رٹ لگاؤ گے کے فتنوں کی زمین نجد نہیں عراق ہے آپ نے تو بڑے طمطراق سے ربیعہ ومضر سے نکلنے والے فتنوں کا ذکر کیا تھا مگر شاید آپ کو پتہ نہیں تھا کہ خود آپ ہی کے آقاؤں کے کردار کو حدیث میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

خدا کے واسطے ان نجدیوں کی چاپلوسی کر کے چند ذلیل سکوں کو حاصل کرنے کا دھندہ چھوڑیۓ اور اسلام ومسلمین کے خیمے میں آیئے تاکہ دنیا وآخرت دونوں بنی رہے۔ ورنہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا گھاٹ کا

فتنہ دوم ابن عبدالوہاب نجدی:

قارئین محترم! آپ لوگوں نے قبیلہ ربیعہ سے نکلی ہوئی شیطانی جماعت کا حال ملاحظہ کرلیا اور اب آیئے قبیلۂ مضر سے نکلنے والے فتنے کا حال بھی دیکھ لیجئے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا مطب کماحقہ واضح ہوکر آپ کے سامنے آجائے اور کسی سرپھرے کو مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کا موقع نہ ملے۔

مسیلمہ کذاب ہی کی جائے پیدائش عینیہ قبیلہ مضر کی شاخ بنی تمیم میں ۱۷۰۳ء میں فرقہ وہابیت کا بانی محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا اور اپنے عقائد باطلہ کی نشر واشاعت کے لئے نجد کے مشہور شہر درعیہ کے والی ابن سعود کو شیشے میں اتارا اور تحفے میں اپنی لڑکی پیش کی اور اس نے بسر وچشم دنیاوی اقتدار کی لالچ میں ابن عبدالوہاب کے نظریہ کو قبول کیا، حکومت برطانیہ کی کٹھ پتلی بن کر امیر درعیہ نے مسلمانوں پر ظلم وستم کرنا شروع

کر دیا بزور تیغ وشمشیر حجاز مقدس پر قبضہ جمالیا مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، طائف احساء وغیرہ بے شمار مقامات پر لوٹ مار قتل وغارت گری کا ننگا ناچ کیا اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، تفصیل کے لیے تاریخ نجد وحجاز، آشوب نجد، گنبد خضراء، حرمین شریفین اور نجدی، فتنوں کی زمین کون، وغیرہ کتب تاریخ کا مطالعہ کریں۔

ہمیں فی الحال یہ بتانا ہے کہ جس قبیلہ سے شیطانی جماعت پیدا ہونے کی خبر حدیث رسول میں موجود ہے اور جس کی بہت ہی واضح علامتیں بھی حدیث میں بتا دی گئی ہیں اسی مردود قبیلہ سے فتنۂ وہابیت کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے جو اپنی بے شمار فتنہ سامانیوں کے ساتھ رونما ہوا اور ملت اسلامیہ کے مابین اختلاف وانتشار کا سبب بنا جس سے اسلام کی ذلت ورسوائی ہوئی اور ہورہی ہے۔

ابن عبدالوہاب قبیلہ مضر سے تھا:

بانی مذہب وہابیت ابن عبدالوہاب قبیلہ مضر کی شاخ بنی تمیم کا ایک فرد ہے اس کی شہادت خود نجدی مورخین سے لیجئے عبدالواحد محمد راغب نجدی نے لکھا ہے:

اما مضر فمن ابنه الياس يتفرع فرعان فرع مدركة ثم فرح طابحة و كان منه نسب الامام الشيخ محمد بن عبدالوهاب

رہے مضر تو اس کے بیٹے الیاس تھے اس کی دو شاخیں ہوئیں مدرکہ اور طابحہ سے امام شیخ محمد بن عبدالوہاب کا نسب ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے:

ان الموجود فی نجد من تميم يمكن حصره فی ثلاثة بطون وهی اولا بطن حنظلة فمن حنظلة الوهبه وهم بيت الشيخ محمد بن

عبدالوهاب فی الریاض.

نجد میں جو بنی تمیم موجود ہیں ان کو تین بطن میں منحصر کیا جاسکتا ہے اس میں سے ایک حنظلہ ہے اسی سے الوہبہ (وہابی) ہیں اور یہ ریاض میں شیخ ابن عبدالوہاب کا گھرانا ہے۔ (حاشیہ حوالہ سابق، ص:۳۲)

اور شیخ محسن عاملی ومشقی ابن عبدالوہاب کا سلسلہ نسب لکھتے ہیں:

ینسب مذهب الوهابیه الی محمد بن عبدالوهاب بن سلیمان... بن وهیب التمیمی.

وہابی مذہب ابن عبدالوہاب کی طرف منسوب ہے اس کا سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان وہیب تمیمی

(کشف الارتیاب، ص:۳)

اور غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:

''اس صدی کے آغاز میں جماعت وہابیہ نے قوت حاصل کی، جو قبیلہ تمیم کے ایک شخص کی طرف منسوب ہے۔ جس کو محمد بن عبدالوہاب کہتے ہیں نجد کے مقام درعیہ میں سکونت پذیر رہا۔'' (آئینہ غیر مقلدیت بحوالہ تاج مکلل، ص:۴۹)

حضرات! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ جو حدیث نقل کی ہے اس میں قبیلہ ربیعہ اور مضر سے شیطان کی دو جماعتیں نکلنے کی پیش گوئیاں تھیں اور ہم نے تاریخ اور خود غیر مقلد علماء کی تحریروں سے یہ بات واضح کر دی کی وہ دونوں قبیلے خطہ نجد میں آباد تھے اور اصل میں وہیں کے باشندے تھے نہ کہ عراق کے، اور ان دونوں قبیلوں سے شیطان کی دو جماعتیں ایک مسیلمہ کذاب کی اور دوسری

ابن عبدالوہاب کی نکلی۔

لٰہذا اب یہ مسئلہ مثل آفتاب روشن ہو گیا کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جس فتنے کی پیش گوئی فرمائی تھی وہ فتنہ وہابیت ہے جس کا مرکز نجد ہے اسی پر تمام علماء ومحققین ، دانشور اور مورخین کا اتفاق ہے اب بھی اگر کوئی غیر مقلد ہٹ دھرم اپنی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بکے کہ فتنوں کی سرزمین نجد نہیں عراق ہے تو یہی کہا جائے گا:

سنگ دل کا اس سے بہتر ہے نہیں ہرگز علاج

ایسے دیوانے کو زنجیر اب پہنانا چاہیے

کیا غیر مقلد اپنے مولویوں کی تقلید نہیں کرتے ہیں؟

حضرت فقیہ ملت نے غیر مقلدوں کے متعلق لکھا ہے کہ یہ لوگ چاروں اماموں کی تقلید کرنے سے انکار کرتے ہیں مگر اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں، اس پر مولوی مستقیم نے لکھا ہے کہ:

"رہ گیا مفتی صاحب کا یہ الزام کہ غیر مقلد کسی مجتہد معین کی تقلید نہ کرتے ہوئے اپنے مولوی کی تقلید کرتے ہیں تو یہ ان کا تجاہل عارفانہ ہے انہیں بھی یقین ہے کہ ہم قول رسول ؐ کے علاوہ کسی کا قول بغیر دلیل جانے ہوئے تسلیم نہیں کرتے۔" (تقلید شخصی، ص:۸۰)

اگر مفتی صاحب نے بقول مولوی مستقیم تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے تو غیر مقلدوں کے مولوی محمد حسین بٹالوی کو کیا کہا جائے گا جنہوں نے اپنے مولویوں کے متعلق لکھا ہے کہ:

"امام ابوحنیفہ کی تقلید چھوڑی اور خود غرض، خوشامدیوں، علماء زمانہ اور جاہل اہل مطابع کی تقلید اختیار کی۔" (اشاعۃ السنۃ، ص:۱۸۰، بحوالہ الوہابیت/۱۸۰)

اور وحید الزماں حیدر آبادی کے متعلق کیا فتوی صادر ہوگا جنہوں نے لکھا ہے کہ:

"ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن قیم اور شرکانی اور شاہ ولی اللہ اور ملوی اسمٰعیل دہلوی کو دین کا ٹھیکدار بنار کھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے برا بھلا کہنے لگے۔"

بھائیو! ذرا غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ، ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔(حیات وحید الزماں، ص:۱۰۲)

حضرات! حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں وہ مقلدین سے کہیں زیادہ متعصب اور غالی قسم کی مقلد ہوتے ہیں انہیں حالات کے پیش نظر خود اس فرقے کے اکابرین نے بھی اپنے لوگوں کی سرزنش کی ہے اور ان کے رویہ پر سخت تنقید کی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے یہ صرف مفتی صاحب کا الزام نہیں ہے جیسا کہ مولوی مستقیم نے سمجھ رکھا ہے اگر اب بھی یقین نہ ہو تو دیکھو۔

غیر مقلدین کا اپنے علماء کی تقلید:

جیسا کہ ماسبق میں یہ بات آچکی ہے کہ غیر مقلدین خود اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں اور دوسروں کو ائمہ اربعہ کی تقلید سے منع کرتے ہیں لیکن مولوی مستقم کی دھاندلی دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے نہ ائمہ اربعہ کی نہ اپنے مولویوں کی تو اب ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ چند ایسے مسائل پیش کردئے جائیں جن کے جواز اور عدم جواز کے متعلق غیر مقلدوں نے نہ تو قرآن کی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث بلکہ اپنے علماء کا قول پیش کیا ہے اور تقلید کی بھول بھلیا میں خود ہی پھنس گئے ہیں۔

پہلی مثال: میاں نذیر حسین دہلوی اس جماعت کی بڑی قد آور شخصیتوں میں شمار کیے جاتے ہیں جن کے متعلق غیر مقلدوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے بڑی قربانیاں دے کر ہندوستان کے چپہ چپہ میں غیر مقلدیت کو پھیلایا ہے، آیئے ذرا ان کی تقلیدی روش اور شخصیت پرستی کا واقعہ ملاحظہ کیجئے الحیاۃ بعد المماۃ کے مؤلف نے لکھا ہے:

''ایک مرتبہ میاں صاحب رکشہ پر سوار ریلوے اسٹیشن جارہے تھے آپ کے ساتھ مولانا محمد ابراہیم آروی بھی تھے مولانا آروی نے میاں صاحب سے پوچھا کیا عورتوں کے لئے ساڑی پہننا جائز ہے؟ تو میاں صاحب نے جواب دیا ہمارے بڑے اس کو جائز کہتے ہیں۔'' (الحیاۃ بعد المماۃ، ص:۱۲۶)

اب مولوی مستقیم بتائیں کہ یہ اندھی تقلید اور شخصیت پرستی نہیں تو اور کیا ہے نہ قرآن نہ حدیث دلیل کیا ہے؟ بس ہمارے بڑے اس کو جائز کہتے ہیں واہ سبحان اللہ یہ ہے غیر مقلدیت۔

دوسری مثال: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی مشہور کتاب ازالۃ الخفاء میں خلفاء راشدین کی افضلیت کے متعلق اہلسنت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خلفاء راشدین کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق اہل سنت کے اس نظریہ کی نواب وحید الزماں نے تردید کی ہے اور اپنے مخصوص عقیدہ پر نواب صدیق بھوپالی کے کلام سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ہمارے اصحاب میں سید صاحب کا قول ہے کہ ان میں کسی ایک کو افضلیت سے ہماری مراد من کل الوجوہ افضلیت نہیں ہے۔'' (ہدیۃ المہدی، ص:۵۵)

یعنی خلفاء راشدین جو اہلسنت کے نزدیک بالترتیب افضل مانے جاتے ہیں وہ غیر مقلدین کے نزدیک ہر اعتبار سے افضل نہیں ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ بس

ہمارے سید صاحب کا قول ہے ماشاء اللہ کتنی عمدہ اہل حدیثیت اور غیر مقلدیت ہے،
اب یہ معمہ مولوی مستقیم حل کریں کہ سید صاحب کا فرمان قرآن ہے یا حدیث اجماع ہے یا قیاس اور حیدر آبادی صاحب نے آنکھ بند کر کے جوان کے قول کو تسلیم کر لیا ہے یہ اجتہاد ہے یا تقلید؟

تیسری مثال: اب آخر میں نواب حیدر آبادی صاحب کا ایک اور شخصیت پرستانہ استدلال ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں مولانا اسحٰق صاحب نے مائۃ مسائل میں فرمایا ہے کہ نبی اور غیر نبی کو پکارنے میں فرق ہے نبی کو پکارنا بظاہر جائز ہے۔ (ہدیۃ المھدی، ص:۲۲)

نواب صاحب نے نہ تو قرآن پیش کیا نہ حدیث بلکہ اپنے عالم کا فرمان نقل کیا ہے اب اہلِ انصاف بتائیں کہ سے تقلید نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے اگر یہی طریقہ بیچارے حنفی اپنا لیں تو بس ان کی خیر نہیں ہے تختۂ دار پر چڑھادئے جائیں پھر بھی ان کا یہ جرم قابل معافی نہیں ہوسکتا ہے ہاں اگر غیر مقلدیت کا لیبل لگا کر وہی سب کام کئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے آخر غیر مقلدوں کے یہاں ایک ہی مقدمہ کے فیصلے کے لیے الگ الگ قانون کیوں ہے اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

قارئین محترم ہم نے آپ کی تسلی کے لئے بطور نمونہ چند مسائل پیش کر دئے ہیں جن میں غیر مقلدوں نے اپنے مولویوں کی تقلید کی ہے کتاب طویل ہوتی جارہی ہے ورنہ ہم ایسے بے شمار مسائل دکھاتے جن میں غیر مقلدین اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں اور دوسروں کو اس پر عمل کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔

عاقل کے لئے کافی ہے کہ اک حرف اشارہ

فقہ حنفی اور غیر مقلدین:

حضرت امام اعظم بوحنیفہؒ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نشانی اور سید عالم کا

ایک معجزہ ہیں ان کی عبقریت، اجتہادی بصیرت اور اسلام کی بے پایاں خدمات کا اعتراف شرق ومغرب اور شمال وجنوب کا ہر صاحب علم ودیانت کرتا ہے ہاں جن کے دلوں میں چور اور عقلوں کو روگ لگا ہوا ہے وہ ضرور ان پر کیچڑ اچھالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور ان کی وقیع وگران قدر خدمات پر رکیک اور بیجا حملہ کر کے اپنی بدگہری کا مظاہر کرتے ہیں۔

عصر حاضر میں انہیں ناکام کوشش کرنے والوں میں غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث بھی ہیں اور امام صاحب پر طعن وتشنیع اور سب وشتم کی بوچھار کرنے میں اپنی مثال آپ ہیں ان حضرات کو جس طرح حضرت امام اعظم سے بغض وعناد ہے ایسے ہی فقہ حنفی سے عداوت بھی آسمان چھو رہی ہے، ان کے چھوٹے بڑے سب اس حمام میں ننگے نظر آتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی مجرمانہ ذہنیت کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور یہ تو ان کے ہر فرد کی زبان زد ہے کہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ بعض تو اتنی غلیظ اور گھناونی زبان استعمال کرتے ہیں کہ کلیجہ منہ کو آجاتا ہے اور آدمی بے اختیار ہو جاتا ہے بطور نمونہ صرف دو غیر مقلد کی تحریر پیش کرتا ہوں جس سے ان شریفوں کی تہذیب وشرافت کا پتہ چل جائے گا۔۔۔ جماعت غرباء اہل حدیث کے سابق امام مولوی عبدالستار صاحب اپنے والد مولوی عبدالوہاب کے متعلق لکھتے ہیں:

”فرمایا کہ کتب فقہ مروجہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے ان پر عمل کرنا محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے۔ (خطبہ امارت، ص:۱۳)

مقصود ہے کہ ماہ رخوں کا وصال ہو
مذہب وہ چاہیے کہ زنا بھی حلال ہو

قارئین! یہ ہے غیر مقلدوں کی فقہ حنفی کے خلاف ہرزہ سرائی اور بکواس کا ایک نمونہ۔ اب اس سے آپ بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہاں حضرات میں کتنی صداقت، شرافت

اور سنجیدگی پائی جاتی ہے...... آپ بتائیے کسی حنفی نے معاذ اللہ رب العالمین زنا کو حلال وجائز کیا ہے؟ آخر اس افترا اور کذب بیانی سے مولوی مستقیم اپنی جماعت سے کون سا انعام حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ میری عقل حیران ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو اپنی جماعت کا مقتدائے اعظم سمجھتے ہیں اور دوسری طرف ان کے پسندیدہ اور محبوب مسلک حنفی کو خنزیر کھانے سے تعبیر کرتے ہیں، استغفر اللہ۔

اب یہ معمہ غیر مقلدین حل کریں کہ حضرت شاہ صاحب کو جب حضورؐ نے حالت کشف میں یہ بتایا کہ فقہ حنفی ہی قرآن وحدیث کے معیار پر مکمل اترتی ہے اور شاہ صاحب زندگی بھر اسی فقہ حنفی پر عمل پیرا رہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے تو کیا شاہ صاحب اکل حلال چھوڑ کر زندگی بھر خنزیر کھاتے رہے اور بقول مستقیم اس مسلک پر چلتے رہے جس میں زنا حلال ہے؟ اور پھر شاہ صاحب کی کیا تخصیص بارہ سو سال سے تمام مومنین علماء صلحا اولیاء جو بھی حنفی تھے کیا سب خنزیر کھاتے رہے اور اس مذہب پر چلتے رہے جس میں زنا حلال ہے۔

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے۔

زنا کی اجازت کس نے دی؟

حضرات ابھی آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہابیت نے احناف پر یہ شرمناک الزام لگایا کہ ان کے مذہب میں زنا بھی حلال ہے توبہ صد بار توبہ۔ بات آگئی ہے تو ضروری ہے کہ ان کذابوں کا اصلی چہرہ بھی آپ کے سامنے کر دیا جائے تاکہ غیروں پر بہتان تراشی کرنے والوں کو اپنی بھی بدصورتی کا کچھ احساس ہو تو لیجئے ملاحظہ کیجئے نورالحسن بھوپالی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''ھر کہ مکروہ باشد بدزنا اورازنا جائز است وحد غیر واجب چہ احکام شرعیہ مقید باختیار ست''

''جو شخص زنا پر مجبور کیا جائے اس کو زنا کرنا جائز ہے اور اس پر حد واجب نہیں کیونکہ احکام شریعہ اختیار سے مقید ہیں۔'' (الوہابیت بحوالہ عرف الجادی، ص:۲۱۵)

ناظرین اب بتائیں کہ زنا کی اجازت کس نے دی ہے علماء احناف نے یا غیر مقلدوں نے اور اس شیطانی تعلیم کی اشاعت حنفی کرر ہے ہیں یا غیر مقلدین؟

وہابیو تمہاری عقل کہیں ماری تو نہیں گئی کہ اپنے مذہب کے مسائل کو احناف پر تھوپ تھاپ کر قوم کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو اور خود عامل بالحدیث ہونے کا پرچار کرر ہے ہو۔

حسن کا اپنے کچھ احساس نہیں ہے تم کو
آئینہ سامنے رکھ دوں تو پسینہ آجائے

آخری گزارش

اس تفصیلی تحریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہابیت ابن عبدالوہاب اور ابن سعود کی ملی بھگت سے تیار ہوئی ہے۔ دنیا کے سامنے سعودی حکمرانوں کا چہرہ بے نقاب ہو گیا ہے۔ سعودی عرب والے اسلام کے نام پر فتنے برپا کرتے ہیں اور اسلام بیان کرنے والے علماء کو قید کرتے ہیں یا قتل کرا دیتے ہیں تا کہ دنیا کے سامنے وہابیت کے آڑ میں یہود و نصاریٰ کی خدمت عیاں نہ ہو جائے سعودی عرب کی حنفیت سے دشمنی کا سب سے بڑا ثبوت تفسیر عثمانی کی اشاعت بند کر کے وہابی مولوی کی تفسیر شائع کرنا ہے۔

سعودی جابروں سے کروڑہا فرزندانِ توحید کا سوال

آج عقیدتوں کی دنیا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے؟ کیا مولد النبی کی دیواریں لائق توقیر نہ تھیں؟ اس کی زمین محبتوں کی بوسہ گاہ نہ تھی؟ مولد فاطمہ کے بام و در قابلِ تکریم نہ تھے؟ خدا کے آخری نبی کا عبادت خانہ اور وحی الٰہی کا مقام نزول باعث عزت و تکریم نہ تھا؟ کیا اسلام کی اولین خاتون اور ان کا قبہ قابل تکریم نہ تھا؟ کیا اُم ہانی کا نام لائق التفات نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان مقامات مقدسہ کے بقا اور تحفظ کا معقول اور مناسب انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ دولت کی فراوانی نے عقیدوں میں افلاس پیدا کر دیا ہے۔ شاہراہوں کی کشادگی نے دلوں میں تنگی پیدا کر دی ہے، عمارتوں کی بلندی نے عقیدتوں میں پستی پیدا کر دی ہے، ایر کنڈیشنڈ مکانات کی اقامت نے ان مکانوں کی عظمت و تقدیس ختم کر دی ہے۔ بجلیوں کے رنگین و تیز بلب نے محبتوں کی دنیا کو تاریک کر دیا ہے، امپالا کاروں کی جبار رفتاری نے ایمان کے جذبات کو سست کر دیا ہے اور وسعت حرم کی مہم نے صاحب حرم کی عظمت و محبت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دنیا کان کھول کر سن لے کہ ان کے گنہگار غلاموں کو پرشکوہ عمارتیں نہیں اُن کے قدموں سے لگا ہوا کھنڈر چاہیئے، صاف شفاف سڑکیں نہیں ان کے قدموں کی دھول اور خاکِ رہ گزر چاہیئے، صفا و مروہ کا سائبان نہیں اسلام کی اولین خاتون کے مزار پاک کے قبہ اقدس کا سایہ چاہیئے، تیز بلب نہیں سیدہ طاہرہ کی مقدس چکی کا ٹکڑا چاہیئے، کوئی عبدالعزیز نہیں اُم ہانی کے نام کی عظمت چاہیئے، خدا کے لیے اپنی تمام مادی آسائشیں و سہولتیں لے لو، ہماری روحانی یادگاریں اور ایمانی نشانیاں دے دو۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دُور انہیں

(ماہنامہ استقامت کانپور شوال ۹۵ھ)